احیائے تصوف کا علمبردار

# ماہنامہ نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۳۸ قیمت بارہ روپے مارچ ۱۹۹۸ء




تاریخ تعمیر کعبہ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ط

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

# ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل


بانی ڈاکٹر غازی محمد نعیم مدیر ابو العرفان علامہ محمد بشیر



شمارہ نمبر ۳۸ مارچ ۱۹۹۸ء


## فہرست مضامین




ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99۔6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر A۔358 سیکٹر G۔6/1۔1 اسلام آباد سے شائع کیا۔

خط و کتابت مضامین، منی آرڈر، ڈرافٹ وغیرہ بھیجنے کا پتہ:
فلیٹ نمبر 7 بلاک نمبر 14 کیٹگری فور سیکٹر I - 8 / 1 اسلام آباد پاکستان

تفکر و تذکر

# ترقی کدھر؟

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے عسی ان تحبوا شیئاً و هو شر لکم و عسی ان تکرهو شیئاً و هو خیر لکم۔ "عین ممکن ہے کسی چیز کو تم اچھا سمجھو اور وہ تمہارے حق میں نقصان دہ ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی چیز کو تم ناپسند کرو اور وہ تمہارے لئے مفید ہو۔"

ساتھ ہی بنی نوع انسان کے ہلاکت خیز رجحانات کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے فرمایا ولا تلقوا بأیدکم الی التهلکہ۔ "اور اپنا ہاتھ بربادی میں مت ڈالو۔"

اکیسویں صدی کی آمد آمد ہے اور بیسویں صدی انسانی ترقی کے لحاظ سے انسانیت کی پوری تاریخ میں لاثانی رہی ہے۔ یوں تو ارتقائے حیات کا سلسلہ کروڑوں سال سے جاری ہے لیکن انسان کی مادی ترقی بشمول علمی، سائنسی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی ترقی کے جس برق رفتاری کے ساتھ اس ایک صدی کے دوران ہوئی ہے وہ واقعی محیر العقول ہے۔ جیسا کہ ہم اپنے ایک گزشتہ مضمون میں اس طرف اشارہ کر چکے ہیں کہ اس ترقی کا بنیادی سبب علوم و معارف کو جمع کرنے اور منتقل ( trasmit ) کرنے کی صلاحیت ہے۔ پہلے پہل یہ عمل سینہ بہ سینہ ہوا کرتا تھا، پھر کتابوں نے اس کی اس کی استعداد میں بے پناہ اضافہ کیا اور اب کمپیوٹر ٹیکنالوجی نے حصول علم و معلومات اور ان کے تحفظ اور انتقال کو اتنا آسان اور سریع بنایا کہ خود انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ آج انٹرنیٹ کی مدد سے دنیا کے کسی بھی علمی موضوع پر دنیا کی کسی بھی لائبریری یا علمی مرکز سے منٹوں میں مطلوبہ معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔

جہاں تک اس ترقی کے اسباب کا تعلق ہے مندرجہ ذیل عوامل اس کا محرک بنے ہیں۔

۱) تسخیر کائنات کی فطری خواہش

۲) آسودگی، فارغ البالی اور حصول مسرت کی خواہش

۳) خوف باطن اور خوف مرگ وفنا سے نجات کی خواہش

## ترقی کیا ہے؟

لیکن ہم پہلے لفظ "ترقی" کی تعریف کی طرف آتے ہیں کہ ترقی کا معنی و مفہوم کیا ہے؟

ترقی کے روحانی پہلو یعنی "روحانی ترقی" سے قطع نظر (جو فی الوقت ہمارا موضوع بحث نہیں ہے) جب ہم مادی ترقی کی بات کرتے ہیں تو اس کا عمومی مفہوم اس کا محرک بننے والی انسانی خواہشات کی تسکین سے عبارت معلوم ہوتا ہے یعنی دولت کی فراوانی، خطرات سے تحفظ، فطرت کی تسخیر، افلاس جہالت اور بیماری کا خاتمہ، معاش کی ارزانی، سامان تعیش کی بہتات، امن، مساوات اور انصاف کا آسان حصول اور مختصراً تسکین و مسرت کی فراوانی۔

لیکن مختلف طبقات کے نزدیک اس لفظ کے مفاہیم ہو سکتے ہیں مثلاً اگر ہم خوشی کو ہی ترقی کا مفہوم قرار دیں تو بادی النظر میں احمق لوگ عظیم مفکروں اور دانشوروں سے زیادہ خوش نظر آئیں گے لیکن حقیقت یہ ہے کہ عظیم لوگوں کو مسرت سے زیادہ عظمت کی خواہش ہوتی ہے۔ یہاں ہم ترقی کی ایک متوازن تعریف یوں کر سکتے ہیں۔

"ترقی ماحول پر انسان کے تدریجی تسلط اور عمل داری کا نام ہے۔ یہاں ماحول سے مراد وہ تمام عوامل ہیں جو خواہشات کی ہم آہنگی اور تسکین پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ ترقی انفرادی پر عقل اور مقصد کی فتح اور مادے پر ساخت اور ارادے کے غلبے کا نام ہے۔

## ترقی کی تعریف

اب قابل غور بات یہ ہے کہ صدیوں کی جدوجہد کے بعد کیا واقعی انسان اس منزل کے حصول میں کامیاب ہوا ہے جس کا خواب اس نے دیکھا تھا۔ اکثر مفکرین کے نزدیک نوع انسانی اپنے مقصد کے حصول میں چنداں کامیاب نظر نہیں آتی ہے۔

چنانچہ میکاولی کہتا ہے "ہر دور میں انسانی دنیا ایک سی رہی ہے اور زمانی تفاوت سے قطع نظر ہر عہد میں کچھ معاشرے ترقی پذیر اور کچھ معاشرے زوال پذیر رہے ہیں۔"

فونتونیل انسانی ترقی کو ان الفاظ میں یاد کرتا ہے۔

"قلوب واذہان غیر تغیر پذیر، دانش روبہ ترقی، جذبات، اقدار اور برائیاں ہمیشہ ایک سی اور علم میں بتدریج اضافہ"

گوئٹے کہتا ہے "انسانی ترقی ممکن ہے ہزاروں بلکہ لاکھوں سالوں پر محیط ہو۔ انسان زیادہ ذہین اور ہوشیار ہو جائے گا لیکن زیادہ بہتر اور زیادہ خوش نہیں ہو سکتا۔ میری نظر میں تو ایک ایسا وقت ہے جب اس نوع میں خدا کی دلچسپی ہی ختم ہو جائے گی اور وہ اس کی جگہ لینے کسی اور بہتر مخلوق کو بھیج دے گا۔"

نطشے کہتا ہے "نوع انسانی ترقی نہیں کر سکتی اس کا تو دراصل وجود ہی معدوم ہے۔ قدرت ایک وسیع تجربہ گاہ ہے جس میں نت نئے تجربات ہو رہے ہیں۔ ان میں سے چند ایک تجربے کامیاب ہوں گے اور اکثر ناکام۔"

ڈسرائیلی نے پہلی بار مادی اور اخلاقی ترقی کے فرق کو سمجھتے ہوئے کہا "اہل یورپ چند ایک سائنسی دریافتوں کو بنیاد بنا کر ترقی کی بات کرتے ہیں اور انہوں نے تعیش کو تہذیب کا نعم البدل سمجھ لیا ہے۔" وہ مزید کہتے ہیں "ترقی یافتہ یورپ خوشی سے محروم ہے۔ اس کا پورا نظام معاشرت ہی ایک بخار اور بیماری کی کیفیت کا حامل ہے جسے وہ ترقی کہتا ہے۔ کون سی ترقی؟ کیسی ترقی؟"

سر آرتھر بالفور کے خیال میں "علم" کی ترقی دراصل "الم" کی ترقی ہے۔

اور اسی خیال کی بازگشت اناطول فرانس کے ان الفاظ میں بھی سنائی دیتی ہے کہ "اس کائنات میں سب سے مغموم مخلوق انسان ہے۔ کہتے ہیں کہ انسان اشرف المخلوقات ہے لیکن میرے نزدیک تو وہ سراپا رنج والم ہے۔"

## ترقی کا مفہوم

دورِ جدید کے انسان کے لئے جدید طرزِ حیات کے عطا کردہ آلام و مصائب مثلاً زندگی کی تیز رفتاری، آلودگی اور شور و شر سماجی انصاف کے فقدان، اعصابی دباؤ اور تناؤ وغیرہ سے گھبرا کر ان غاروں کا تصور کرنا تو رومان انگیز ہو سکتا ہے جن میں ہمارے آباؤ اجداد لباس سے بے نیاز، تجارت و معیشت سے نابلد علم اور سائنس سے بے بہرہ فطرت اور اس کی قوتوں سے بظاہر ہم آہنگ ہو کر سکھ اور چین کی زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ لیکن یہ صرف ایک رومان انگیز تصور کی حد تک ہی درست ہے۔ اگر ہم اپنے آباؤ اجداد کی مشکلات اور مصائب کو بھی تصور میں لائیں جن کے عشر عشیر سے بھی آج اگر ہمیں واسطہ پڑے تو ہمارے چھکے چھوٹ جائیں، تو ہم علم و سائنس اور تہذیب و معاشرت کی ترقی کے شکر گزار ہو جائیں گے جس کے سبب ہمیں اس خوفناک ماضی سے نجات ملی جس میں بھوک، بیماری اور جہالت کا دور دورہ تھا۔ انسانی زندگی وحشی درندوں، سیلابوں، زلزلوں، وباؤں اور قحط کے خوف سے لرزاں رہا کرتی تھی۔ جہاں صرف طاقتور کو جینے کا حق حاصل تھا اور بالفاظ دیگر انسانی زندگی جہنم کا نمونہ تھی۔

## ترقی کی تاریخ

علم و سائنس کی ترقی نے بنی نوع انسان کو جن نعمتوں اور آسائشوں سے نوازا ہے اس کے تفصیلی بیان کے لئے ہزاروں دفتر درکار ہیں لیکن اس بات کی کماحقہ ضرورت اس لئے نہیں ہے کہ ہر صاحب شعور ان حقائق کا بخوبی ادراک کر سکتا ہے اور یہ جملہ باتیں عمومی مشاہدے کی ہیں۔ تاہم انسانی ترقی کے مختلف مدارج کا مختصر ترین خاکہ یوں پیش کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ زبان کی ایجاد جس سے ایک انسان اپنے جذبات و خیالات اور تجربات و مشاہدات کو دوسرے انسان تک پہنچانے کے قابل بنا

۲۔ آگ کی دریافت

۳۔ جانوروں کو محکوم و مطیع بنانا اور ان سے مختلف فوائد کا حصول

۴۔ زراعت کی ایجاد جس کے ساتھ ہی تہذیب و تمدن کی داغ بیل پڑی۔

۵۔ معاشرتی اداروں کا قیام اور ترقی

۶۔ نظام اخلاق کا قیام

۷۔ اوزاروں اور مشینوں کی ایجاد

۸۔ سائنسی ترقی

۹۔ علم و ادب کی ترقی

۱۰۔ تحریر اور طباعت جس کے باعث علمی اور سائنسی ورثے کا تحفظ اور فروغ ممکن ہوا۔

(جاری ہے)

## مہلک ترقی اور ترقی معکوس

لیکن رجائیت پسندی کی ان سب باتوں کے باوجود ایک اندیشہ ہمہ وقت ہمارے اذہان کو ڈستا رہتا ہے کہ خدانخواستہ دور جدید کا انسان کسی خطرناک دھوکے یا فکری مغالطے کا شکار تو نہیں ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ ایک مرحلے پر انسان کو اچانک اس تلخ اور بھیانک حقیقت کا شعور ہوگا کہ وہ چیز جسے وہ ترقی کہتا رہا دراصل ایک ہمہ گیر زوال کا پیش خیمہ تھی۔ اسے احساس ہوگا کہ وہ فطرت سے زیادہ ہشیار اور عقل مند نہیں تھا اور یہ کہ

فطرت کے نظام (ECOSYSTEM) کو وسیع پیمانے پر تاراج کر کے اس نے دراصل خود اپنے لئے تباہی اور بربادی کا گڑھا کھود دیا ہے۔

یہ اظہار خوف محض شاعرانہ تعلی نہیں ہے بلکہ ایک سائنسی شعور ہے جس کا ترقی یافتہ ملکوں میں اب خاصا چرچا ہے اور یہ خوف انسانی ترقی کے باعث انسانی ماحول کو درپیش خطرات کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے۔

ہم نوائے صوفیہ کے ایک گزشتہ شمارے میں ماحولیات کو درپیش خطرات پر زیادہ تفصیل کے ساتھ گفتگو کر چکے ہیں۔ مختصراً یہ کہ فضائی آلودگی، شور، آبی ذخائر اور مٹی کی آلودگی، تابکاری کے نقصانات، عالمی درجہ حرارت میں اضافہ (GLOBAL WARMING) اور (GREEN HOUSE EFFECT) اوزون کی تہہ کی تباہی، شرح آبادی میں بے پناہ اضافہ، جنگلات کا کٹاؤ، تیزابی بارشیں اور اس نوعیت کے دیگر سنگین خطرات کے باعث خدشہ ہے کہ یہ خوبصورت کرہ ارض تادیر سرسبز و شاداب نہیں رہے گا بلکہ نظام شمسی کے دیگر کروں کی طرح عاری از حیات لق و دق ویرانہ بن جائے گا۔ پھر نہ رہے بانس نہ بجے بانسری کی مثال جب وجود انسانی خود ہی معدوم ہو جائے گا تو تمام تہذیب و معاشرت اور علم و سائنس کی ترقی نقش برآب ثابت ہوگی۔

## محفوظ ترقی

تصویر کے دونوں رخ دیکھ لینے کے بعد اب ہم ترقی کے ایک ایسے تصور سے آشنا ہونے کے قابل ہو جاتے ہیں جو ماحول و نقصان پہنچائے بغیر ممکن ہو۔ صرف ایسی ترقی ہی پائیدار ترقی ہوگی۔ لیکن ایسی ترقی کا تصور اس وقت تک محض ایک خواب رہے گا جب تک انسانی ہوس کو لگام نہ دیا جائے اور ترقی یافتہ اقوام کے ہاتھوں ترقی پذیر اقوام کا استحصال ختم نہ ہو۔

## تصوف کا جدید کردار

انسانی ہوس کی تہذیب کا سب سے تیر بہدف نسخہ تصوف کے نظام حیات کو اپنانا ہے جو خواہشات کے پیچھے اندھا دھند بھاگنے سے روکتا ہے، جو حق اور خلق سے محبت کا درس دیتا ہے۔ یہاں تک کہ ہر ذی روح بشمول حیوانات و نباتات سے پیار کرنا سکھاتا ہے اور جملہ مخلوقات کو خدا کا کنبہ قرار دیتا ہے،

جو حقوق کی ادائیگی پر حد درجہ زور دیتا ہے اور ہر ایسے عمل سے منع کرتا ہے جو دوسروں کے لئے ایذا رسانی کا باعث ہو اور جو بحیثیت مجموعی بنی نوع انسان کو ایک صحت مند اور اعلیٰ و ارفع مقصد حیات عطا کرتا ہے اور اسے فکری بلوغت کی معراج پر پہنچا دیتا ہے۔

یہ موضوع بھی تفصیل طلب ہے مگر ہم اسی اجمال پر اکتفا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسلام اور تصوف کی برکتوں سے جملہ اہل عالم کو مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

# آپ کے مسائل اور ان کا حل

(شریعت محمدیہ کی روشنی میں)

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کے نام بھیجے گئے مفید سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ جن سوالوں کے واضح جواب مجموعہ شریعت محمدیہ "الفقہ الاحوط" میں موجود ہیں اور عام فہم ہونے کی وجہ سے ان کی تشریح کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے، ان کے لئے اصل کتاب سے رجوع کریں۔ فقہ شریف اردو ترجمہ کے ساتھ عام دستیاب ہے اور ہر خواندہ شخص اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ واضح فقہی مسائل کے بارے میں جو کسی قسم کے ابہام سے پاک ہوں سوال بھیجنا بھی چنداں مفید بات نہیں ہے اور ان کا جواب دینے سے بھی نہ صرف رسالے کے قیمتی صفحے ان کی نذر ہو جاتے ہیں بلکہ اکثر سائلین کے حل طلب مسائل بھی التوا کا شکار رہتے ہیں۔ البتہ اگر کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہو جس کے متعلق شرعی حکم کو فقہ احوط کے مطالعے سے سمجھنے میں عام آدمی کو دشواری پیش آئے اور اس کی وضاحت علماء دین سے دریافت کرنا ضروری ہو تو ایسے سوال میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس شمارے میں جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

## سوالات

سوال نمبر ۱۔ کیا خاک شفا پر سجدہ نہ کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے؟

سوال نمبر ۲۔ نماز جمعہ پڑھنے کے بعد نماز ظہر کی احتیاطاً ادائیگی کیسی ہے؟

سائل محمد فقیر ساکن نوکودراس انڈیا

سوال نمبر ۳۔ کیا سودی قرضہ حاصل کر کے کاروبار چلایا جا سکتا ہے؟

سائل محمد بلال سکستھ روڈ راولپنڈی

## جوابات

جواب نمبر ۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجموعہ شریعت محمدیہ الفقہ الاحوط کی رو سے ہر پاک چیز پر سجدہ کرنا جائز ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ وہ پاک چیز کسی سے چھینی گئی نہ ہو۔ اہل صوفیہ نوربخشیہ کے نزدیک خاک شفا والی سجدہ گاہ کوئی ضروری چیز نہیں ہے

جواب نمبر ۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز جمعہ نماز ظہر کی جگہ لیتی ہے۔ چنانچہ جمعہ کے دن جو کوئی مؤمن نماز جمعہ کی ادائیگی کر چکا ہو تو اس کے لئے کسی بھی شکل میں نماز ظہر کی بھی اسی دن ادائیگی شرعاً غیر معتبر ہے کیونکہ اس سے جمعہ کے دن چھ نمازوں کی ادائیگی لازم آتی ہے۔ حالانکہ شرعاً پانچ نمازوں کی ادائیگی لازم ہے۔ ہاں جس مؤمن کو جمعہ کے دن نماز جمعہ کی بجاآوری کا موقع نہ ملے تو اس کے ذمہ پر نماز ظہر کی ادائیگی ضروری ہو گی۔ کیونکہ جمعہ کی نماز کی ادائیگی انفرادی صورت میں جائز نہیں ہے۔

جواب نمبر ۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیوپار ایک حلال معاملہ ہے اور سود حرام ہے۔ ارشاد باری ہے۔ واحل اللہ البیع و حرم الربوا (القرآن) اور اللہ نے بیوپار کو حلال قرار دیا اور سود کو حرام قرار دیا۔

پس جو کام کسی امر حرام کا سبب بنتا ہو تو وہ کام بھی حرام ٹھہرتا ہے۔ چنانچہ سود کی ادائیگی کے لئے سودی قرضہ شرعاً حرام پاتا ہے۔ تاہم اگر کوئی فرد بشر مجبور محض ہو۔ اس کے پاس کوئی بھی چیز نہ ہو جس سے وہ بیوپار کر سکے۔ وہ جسمانی محنت اور مزدوری کے بھی قابل نہ ہو۔ پیشہ ور بھکاری بننا اس کو گوارا نہ ہو، غیر سودی قرضہ نہ مل سکتا ہو اور وہ بیوپار کے لئے سودی قرضہ لینے پر مجبور ہو گیا ہو تو ایسے شخص کے لئے سودی قرضہ لینا روا ٹھہر سکے گا۔ کیونکہ شریعت محمدیہ کی رو سے ضرورتیں ممنوع چیزوں کو مباح بنا دیتی ہیں۔ اس شرعی ضابطہ کلیہ کے تحت اس کے لئے اس مجبور محض حالت میں سودی قرضے کی اباحت ثابت ہو گی۔

# مجموعہ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

و لھذا البیان لم تتحقق القبلۃ و لا اول فیئی الزوال فلا بد من الدائرۃ الھندیۃ فی معرفۃ اول الوقت لصلواۃ الظھر و سمت القبلۃ لاھل الاسلام فی البلاد البعیدۃ من الکعبۃ ادام اللہ برکتھا لانھما لا یتحققان الا بھا۔

### ترجمہ

اس بیان سے نہ تو قبلہ کا پتہ چلا اور نہ ہی سایہ زوال کا آغاز معلوم ہوا۔ چنانچہ کعبہ (اللہ تعالیٰ کعبہ کی برکت کو ہمیشہ رکھے) سے دور دور شہروں میں بسنے والے مسلمانوں کے لئے سمت قبلہ اور نماز ظہر کا آغاز وقت معلوم کرنے کے سلسلے میں دائرہ ہندیہ کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں یعنی آغاز وقت ظہر اور سمت قبلہ دائرہ ہندیہ کے ذریعے ہی معلوم ہو سکتی ہیں

### وضاحت

یہ بات تو پہلے ہی واضح ہو چکی ہے کہ وسط آسمان سے دسویں درجے پر سورج کا ڈھل جانا وقت ظہر کا نقطہ آغاز ہے۔ وقت ظہر کے اس نقطہ آغاز کو یقینی طور پر معلوم کرنے کے لئے دائرہ ہندیہ سے کام لیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ دائرہ ہندیہ میں شمال اور جنوب کے نقطوں کو ملانے والی سیدھی لکیر جو خط نصف النہار کہلاتی ہے، کے ساتھ مقیاس کا سایہ برابر ہونے پر وقت استوا نامی مکروہ وقت کا تحقق ہوتا ہے۔ جب سایہ مقیاس اس خط نصف سے کچھ ڈھل جائے تو یہ وقت ظہر کا نقطہ آغاز ہے۔ اس پر نماز فرض ہو جاتی ہے۔ پس مذکورہ بالا عبارتوں میں زوال کا نقطہ آغاز اور سمت قبلہ کی پہچان کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ موجودہ سائنسی دور میں دائرہ ہندیہ کے ذریعہ دن ڈھلنے کے آغاز کا یقینی پتہ چلایا جا سکتا ہے۔ گھڑیوں سے بھی یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے اسی طرح سے دائرہ ہندیہ کے ذریعے سمت قبلہ کا بھی صحیح تعین کیا جا سکتا ہے۔ تاہم اس مشینی دور میں مختلف آلات ایجاد کئے گئے ہیں جن کے ذریعے سمت قبلہ کی پہچان نہایت آسان شکل اختیار کر گئی ہے۔ سمتوں کی پہچان کا جو بھی قطب نما جس کے پاس ہو وہ اس کے ذریعہ سمت قبلہ کا تعین کر سکتا ہے اور دائرہ ہندیہ کی پیچیدہ صورتوں کی ضرورت نہ صرف کم رہ گئی ہے بلکہ ایک حد اس کی ضرورت کتم عدم میں چلی گئی ہے۔

## سمت قبلہ کی حقیقت

نماز گزاروں کے لئے قبلہ کی طرف منہ کرنا صحت نماز کی شرط ہے۔ یہ کام دراصل عین کعبہ کا رخ کرنا ہے۔ چونکہ عین کعبہ کا رخ کرنا صرف مکہ والوں کے لئے تو نہایت آسان کام ہے مکہ سے دور دور علاقوں کے نماز گزاروں کے لئے عین کعبہ کا رخ کرنا مشکل کام ہے۔ اس وجہ سے ان کے لئے جس سمت میں کعبہ واقع ہو اس سمت کا رخ کرنا کافی ٹھہرتا ہے۔ وہی سمت کعبہ قرار پاتی ہے۔

## سمت ہائے قبلہ

کائنات کی انسانی بستیوں میں بسنے والے نماز گزاروں کے لئے سمت قبلہ کی آٹھ صورتیں نکل آتی ہیں گویا آٹھ سمت ہائے قبلہ پائی جاتی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

۱۔ سمت مشرق
۲۔ سمت مغرب
۳۔ سمت جنوب
۴۔ سمت شمال
۵۔ سمت شمال مشرق جو سمت الیمان کہلاتی ہے۔
۶۔ سمت شمال مغرب جو سمت بابٔ کہلاتی ہے۔
۷۔ سمت جنوب مشرق جو سمت الھنی کہلاتی ہے۔

باقی صفحہ ۲۳ پر

تصوف
(گزشتہ سے پیوستہ)

# اقبال اور اسلامی تصوف

ذاکر حسین ذاکر ایم ۔ اے فلسفہ ، بی ۔ ایس ۔ سی انجنیئرنگ

## اسلامی تصوف کے ماخذ

تمام تر اسلامی تعلیمات کے دو ہی کلی ماخذ ہیں ایک کلام الہی اور دوسرا سنت نبویؐ یعنی احادیث و کردار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

زندگی کے کسی پہلو میں بھی اسلامی تعلیمات کا ان سے ماخوذ ہونا ضروری ہے۔ اسلامی تصوف کی تمام بنیادی تعلیمات بھی انہی دو ماخذ اسلامیہ سے ثابت ہیں۔ اسلامی تصوف کی چند بنیادی تعلیمات یہ ہیں۔

اخلاص فی العمل ، صبر و قناعت ، ترک حب دنیا ، تزکیہ نفس ، محبت الہی ، ذکر و فکر ، توکل ، صدق۔

ان تعلیمات کی تائید بلکہ تاکید میں قرآن مجید میں بہت سی آیات موجود ہیں مثلاً

خلوص فی النیت یا اخلاص فی العمل کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے۔

آیت ۔ فاعبدو اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون (المومن ۱۴)

ترجمہ ۔ پس اللہ سے مخلص ہو کر مانگو ، دین اس کے لئے ہے ، اگرچہ کافروں کو ناپسند ہی کیوں نہ ہو۔

آیت ۔ والذکر فی الکتاب موسیٰ انہ کان مخلصا وکان رسولا نبیا (مریم ۵۲)

ترجمہ ۔ اور موسیٰ کو یاد کرو۔ بیشک وہ مخلص رسول اور نبی تھے۔

آیت ۔ قل اللہ اعبد مخلصا لہ دینی (الزمر ۱۴)

ترجمہ ۔ (اے رسول) کہہ دیجئے میں اللہ کی پرخلوص عبادت کرتا ہوں میرا دین اسی کے لئے ہے۔

آیت ۔ قل انی امرت ان اعبداللہ مخلصا لہ الدین (الزمر ۱۱)

ترجمہ ۔ کہہ دیجئے مجھے اللہ کی پرخلوص بندگی پر مامور کیا گیا ہے۔ دین اسی کے لئے ہیں۔

یوں ایک طرح سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مامور ہی پرخلوص بندگی کی تبلیغ کے لئے فرمایا گیا تھا۔

## صبر

قرآن مجید میں صبر و قناعت کی تلقین یوں فرمائی گئی ہے۔

آیت یا ایہا الذین آمنو اصبرو و صابروا و رابطوا و تقو اللہ لعلکم تفلحون (آل عمران ۲۰۰)

ترجمہ ۔ اے ایمان والو صبر کرو اور صبر کی تلقین کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاسکو۔

آیت ۔ واللہ یحب الصابرین (آل عمران ۱۴۶)

ترجمہ ۔ اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

آیات ۔ والعصر ○ ان الانسان لفی خسر ○ الا الذین آمنوا و عملو الصلحات و تواصو بالحق و تواصو بالصبر ○

ترجمہ ۔ عصر کی قسم انسان نقصان میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور حق بات کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔

آیت ۔ یا أیہا الذین آمنوا استعینوا بالصبر و الصلوۃ ان اللہ مع الصابرین (البقرہ ۱۵۳)

ترجمہ ۔ اے ایمان والو صبر اور نماز کے ساتھ تعاون کرو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

آیت ۔ واصبر لحکم ربک انک باعیننا

ترجمہ ۔ اور اپنے رب کے حکم پر صبر کرو کیونکہ تو ہمارے روبرو ہے

آیت ۔ انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب (الزمر ۱۰)

ترجمہ ۔ بے شک صبر کرنے والے کو بے حساب اجر ملتا ہے۔

آیت ۔ وبشر الصابرین (البقرہ ۱۵۵)

ترجمہ ۔ اور صابروں کو بشارت ہو۔

## ترکِ محبت دنیا

محبت دنیا صوفیا کے لئے ایک مذموم عمل ہے اور وہ حب دنیا کو حتی الامکان ترک کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ قرآن کریم مال و دولت دنیا کی کم مائیگی کی طرف اہل ایمان کو متوجہ فرماتے ہوئے اس کی محبت سے بچنے کی یوں تلقین فرماتا ہے۔

آیت۔ المال و البنون زینت الحیاۃ الدنیا و الباقیات الصلحات

ترجمہ۔ مال اور اولاد دنیاوی حیات کی زینت ہیں۔ باقی رہنے والی شے تو نیک اعمال ہیں۔

مال جمع کرنے اور اسے گنتے رہنے کی مذمت یوں فرمائی ہے۔

آیات۔ ویل لکل ھمزۃ لمزہ o الذی جمع مالا و عددہ o یحسب ان مالہ اخلدہ o کلا لینبذن فی الحطمہ o وما ادراک ماالحطمہ o نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدہ o (الہمز)

ترجمہ۔ اور ہلاکت ہے ہر طعنہ دینے اور عیب جوئی کرنے والے کے لئے جو مال کو جمع رکھتے ہیں اور اسے گنتے رہتے ہیں گمان کرتے ہیں کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا۔ خبردار اسے حطمہ میں جھونکا جائے گا اور تمہیں کیا معلوم حطمہ کیا ہے؟ (حطمہ) اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ جو دلوں تک پہنچ جاتی ہے۔

آیت۔ و ما الحیواۃ الدنیا الا متاع الغرور (آل عمران ۱۸۲)

ترجمہ۔ اور دنیا کی زندگی کچھ نہیں سوائے فریب کاری کی پونجی کے

چونکہ اسلام میں ترک دنیا سے مراد ترک حب دنیا ہے نہ کہ ترک علائق۔ اسی لئے قرآن مجید میں دنیا اور آخرت کا موازنہ کر کے اخروی زندگی کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے لیکن ترک علائق کی تعلیم نہیں دی گئی۔

آیت۔ و الآخرۃ خیر و ابقی (اعلی ۱۷)

ترجمہ۔ اور آخرت ہی زیادہ اچھی اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔

## تزکیہ نفس

تزکیہ نفس تصوف کی بنیاد ہے اور مقصد سلوک ہی تزکیہ نفس ہے۔ قرآن حکیم میں اس عمل کے بارے میں ارشاد ہوا ہے۔

آیت۔ قد افلح من تزکی (اعلی ۱۳)

ترجمہ۔ تحقیق فلاح پائی جس نے تزکیہ کیا۔

آیت۔ لقد من اللہ علی المؤمنین ان بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم آیاتہ و یعلمھم الکتاب و الحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (آل عمران ۱۶۳)

ترجمہ۔ بے شک اللہ مومنین پر منت ڈالتا ہے جس نے ان (انسانوں) میں ایک رسول انہی کے نفوس میں سے مبعوث فرمایا جو اس کی آیات کو ان پر تلاوت کرتا ہے۔ ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور اگرچہ وہ اس سے پہلے واضح گمراہی میں تھے۔

صوفی مفسرین نے اس آیت شریف میں لفظ حکمت سے مراد وہ باطنی علم لیا ہے جسے عرف عام میں تصوف کہا جاتا ہے اور اس کی تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف چند خاص اصحاب کو دی تھی۔

## حب الٰہی

صوفیا کے نزدیک حب الٰہی تمام اعمال اور روحانی ریاضتوں کی واحد روح ہے اور بندگی کی اصل وجہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے۔

آیت۔ و الذین امنوا اشد حبا للہ (البقر ۱۳۵)

ترجمہ۔ اور ایمان والے اللہ سے شدید محبت کرتے ہیں۔

محبت خداوندی کا تقاضا اتباع حبیب خدا ہے۔

آیت۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم و اللہ غفور الرحیم o (آل عمران ۱۳)

ترجمہ۔ کہہ دیجئے (اے رسول) اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ مغفرت کرنے والا اور رحم والا ہے۔

(جاری ہے)

# شیخ عبدالرحمن اسفرائنی

غلام حسن نوربخش فاضل عربی - ایم۔اے

آپ کا نام نامی عبدالرحمن، لقب نورالدین اور نسبتی نام اسفرائنی تھا۔ آپ سلسلہ نوربخشیہ کے اقطاب میں سے ہیں۔ آپ ۶ شوال ۶۳۹ھ مطابق ۸ اپریل ۱۲۴۲ء کو اسفرائین (ایران) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اسفرائین ہی میں حاصل کی۔ حصول علم و ہنر کے بعد شیخ ابو سعید ابی الخیر کی نسل کے ایک بزرگ شیخ عبداللہ نسائی اور شیخ احمد ذاکر جورجانی کے مرید پورحن سے اکتساب فیض کرتے رہے اور آخرکار حضرت شیخ احمد ذاکر کے مرید ہوئے۔ انہی کی توجہ اور تربیت سے شیخ وقت اور مرشد طریقت بنے۔ آخرکار انہی کے حکم اور ہدایت پر آپ بغداد چلے گئے زندگی بھر آپ بغداد میں رہے۔ حج بیت اللہ اور حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے۔

آپ بہت بڑے انشاپرداز اور پرگو شاعر تھے۔ آپ کی تحریریں نہایت دلآویز دلنشین اور حقائق و معارف کا سمندر ہیں۔ قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ عرفانی اشعار سے کام لیتے ہیں۔ شاعری میں آپ کا پایہ بلند ہے۔ فارسی اور عربی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ آپ کی نثری تصانیف میں موجود بہت سے اشعار آپ کے اپنے ہیں۔

آپ نے ایک بھرپور زندگی گزاری۔ تعلیم اور روحانی تربیت کے بعد بغداد جیسے علمی و ادبی شہر میں منتقل ہوئے اور وہاں خلق خدا کی راہنمائی اور رشد و ہدایت میں بقیہ زندگی گزار دی اور ۳ جمادی الاول ۷۱۷ھ مطابق ۲۳ جون ۱۳۱۹ء کو مالک حقیقی سے جاملے اور بغداد ہی میں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار بغداد (عراق) میں مرجع خلائق ہے۔

## ولادت اور تعلیم و تربیت

حضرت شیخ عبدالرحمن اسفرائنی بروز دوشنبہ ۳ شوال ۶۳۹ھ (مطابق ۸ اپریل ۱۲۴۲ء) شیخ ابوبکر کتانی کی خانقاہ میں جو اسفرائن کے محلہ کسرق میں واقع ہے، پیدا ہوئے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت حضرت شیخ احمد جورجانی کے نامور مرید شیخ پورحن سے حاصل کی جو ابوبکر کتانی سے منسوب خانقاہ میں رہا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ شیخ ابو سعید ابوالخیر کے خاندان کے ایک عالم شیخ عبداللہ نسائی سے بھی اکتساب فیض و علوم کیا۔

حصول علم کے بعد آپ کے اپنے نوشتے کے مطابق آپ ناجنس لوگوں میں گھر گئے تھے۔ برے لوگوں کی صحبت نے آپ کو روحانی سکون و مسرت سے محروم کر دیا تھا۔ چونکہ آپ عالم فاضل تھے اس لئے توبہ و انابت بھی کرتے اور اس پر قائم بھی نہ رہ پاتے۔ اس طرح اضطراب اور روحانی کشمکش کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

آخرکار شیخ احمد جورپانی کے مرید پورحن کی راہنمائی میں انہیں سکون و مسرت نصیب ہوا اور انجام کار شیخ احمد ذاکر جورپانی کے مرید بن کر روحانی منزلیں طے کیں۔ شیخ کی وفات کے بعد آپ ان کے جانشین اور خلیفہ بنے۔

## کلمۃ الثناء

### علاؤالدولہ سمنانی

سلطان المشائخ والمحققین وارث الانبیاء والمرسلین سراللہ فی الارضین نورالملت والحق والدین عبدالرحمن اسفرائنی

مقدمہ ثمخانہ وحدت ص ۶۷

### عبدالرحمن جامی

طالبان حق کی رہنمائی مریدوں کی تربیت اور واقعات کے کشف میں عظیم الشان تھے۔

نفحات الانس ص ۴۳۸

## حامد حسین کربلائی

آپ کے فضائل و کمالات کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ شیخ علاؤالدولہ سمنانی جیسا عالم فاضل آپ کا مرید و شاگرد بنا حالانکہ اس زمانے میں فاضل مرشدین کی کمی نہ تھی۔

روضات الجنان ص ۲۹۷ بحوالہ مقدمہ
مخمخانہ وحدت ص ۷۰

## سید محمد نور بخش رح

کان الشمس بین الکواکب بالنسبۃ الی الاولیاء و

المرشدین فی زمانہ الخ

اپنے زمانے میں اولیائے مرشدین سے نسبت کے لحاظ سے آپ ستاروں کے درمیان آفتاب کی مانند ہیں۔ آپ سے بکثرت اولیاء، اہل سلوک وارشاد کے سلسلے نکلے ہیں۔

پس بغداد والوں کے درمیان ولایت و ارشاد میں مشہور ہوگئے۔ آپ اس گروہ کے امام ہیں۔

## شیروانی

نورالدین جامع علوم ظاہری و باطنی بودہ و بزبان ترکی و فارسی اشعار آبدار نظم نمودہ۔

نورالدین عبدالرحمن ظاہری و باطنی علوم میں جامع تھے آپ ترکی اور فارسی میں اچھے اشعار کہتے تھے۔

ریاض ص ۱۳۸

## ڈاکٹر احسان اللہ استخری

شیخ نورالدین کہ بود از اسفران
از پے احمد علم زد در جہان

عبدالرحمن نام آن نام آور است
در طریقت عبد مولیٰ حیدر است

مقدمہ مخمخانہ وحدت ص ۲۴

## غلام سرور لاہوری

نور دین احمدی شیخ عظیم
مقتدا و مرشد روی زمین

خزینۃ الاصفیاء، ص ۲۵۵

## آغاز سلوک

حضرت شیخ راہ سلوک میں اپنے قدم رکھنے کی کہانی یوں بیان فرماتے ہیں۔

ایک عرصہ میں مفسد لوگوں کے ساتھ رہا جو شیطانوں کا مسکن تھا۔ وہاں میں نے اپنی قیمتی زندگی برباد کر دی۔ پھر میں نے ان لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست چھوڑ دی اور اپنے وطن واپس آیا۔ وطن پہنچتے ہی بے حال ہو کر سو گیا۔ اسی گھر میں ایک زاہدہ معصومہ سوئی ہوئی تھی وہ بیدار ہوئی اس نے دیکھا کہ جہاں میں سویا ہوا تھا وہاں سے روشنی چھن چھن کر آ رہی ہے جس سے سارا گھر روشن ہو رہا ہے۔ ایک آدمی میرے سرہانے کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہے۔ جب دو رکعت پڑھتا ہے میری طرف رخ کرکے تین بار کہتا ہے "توبہ کر دی" "ایسی توبہ تم نے کتنی بار کی ہے" جس سے یہ ضعیف آہ وزاری کرتا تھا۔ صبح اس زاہدہ معصومہ نے اس واقعہ کے بارے میں مجھے بتا دیا جس سے میں خوفزدہ ہو گیا اور تجدید اسلام بجا نہ آورد و نیت توبہ نکرد از سر نو اسلام قبول کیا اور فوراً توبہ کر لی۔

کاشف الاسرار ص ۱۹

تجدید اسلام اور توبہ واستغفار پر ایک عرصہ تک عامل رہے اور مختلف قسم کی عبادات اور وظائف بجا لاتے رہے مگر آپ کا اضطراب بڑھتا ہی چلا گیا آپ اس کیفیت کو یوں لکھتے ہیں۔

تجدید اسلام اور توبہ کے باوجود میں ان ناجنس لوگوں سے بچ نہ سکا۔ جس کی وجہ سے نورانیت توبہ کم ہو گئی اور میرے اعتقاد میں ضعف پڑ گیا۔ ایک رات جبکہ میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک حادثہ رونما ہوا جس سے میرا پاؤں ٹوٹ گیا۔ یہ سوچ کر پاؤں ٹوٹنے کی بات دوستوں کو معلوم ہو جائے تو انہیں ضرور تکلیف پہنچے گی میں نے اسے چھپا کر رکھنا مناسب سمجھا اور اسے فتوحات غیبی سمجھا۔ توبہ کو مستحکم کیا۔ درد و غم سے آہ کرنے کی بجائے الحمد للہ کہا اور اسے ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھتا رہا۔

کاشف الاسرار ص ۱۹

غالباً دوستوں کو اس کا پتہ چل گیا اور آپ کی ان کے ساتھ چلنے پھرنے سے معذوری کی بنا پر انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا اور یوں آپ کو نیک اعمال بجا لانے، توبہ پر عمل کرنے اور وظائف کی پابندی کا موقع ملا۔ تاہم آپ کا اضطراب بدستور جاری رہا۔

## رسول اللہؐ اور صحابہؓ کی خواب میں زیارت

اسی اضطراب کی حالت میں آپ کو عالم رویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام کی زیارت نصیب ہوئی۔ واضح رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کم خوش قسمتی نہیں ہے یہ سعادت صرف انہی لوگوں کے حصے میں آتی ہے جو بے انتہا خوش قسمت، باسعادت اور علم و عمل کے دھنی ہوتے ہیں۔

فرماتے ہیں۔ "میری زندگی یوں گزر رہی تھی کہ میرے دل میں نور ارادت روشن ہو جاتا اور کبھی دل نفس و ہوا سے تاریک ہو جاتا۔ یہاں تک کہ ایک دن میں نے عالم رویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جو صحابہ کرام کے ساتھ مغرب سے مشرق کی جانب ایک راستہ بنا رہے تھے۔ آپؐ کے ہاتھ میں ایک بہت بڑا کدال تھا۔ آپ اسی کدال سے مٹی اٹھاتے اور اس راستے پر ڈالتے جاتے تھے جبکہ صحابہ کرامؓ پاؤں سے روند کر اسے مضبوط بناتے تھے۔ پھر آپؐ نے اس کدال کو حضرت علی علیہ السلام کے سپرد کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے بھی اسی طرح کام کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ اسے عبدالرحمن کے حوالے کرو چنانچہ میں نے بھی کام کیا جبکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام اور باقی صحابہ کرام مٹی کو روندتے اور راستے کو مضبوط بناتے تھے۔ اس واقعے کے بعد طریقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے ذریعے نوبت بنوبت مجھ تک پہنچی اور ہر قسم کے مجاہدہ و ریاضت سے مجھے کافی فائدہ پہنچا اور توفیق الٰہی نصیب ہوئی۔"

کاشف الاسرار ص ۱۷-۱۹

اس واقعے کے چند روز کے بعد آپ کی ملاقات شیخ احمد ذاکر جوزپانی کے مرید پورحسن سے ہو گئی جس نے شیخ احمد جوزپانی کا پتہ دیا۔ آپ رقم فرماتے ہیں۔

"پورحسن کے ذریعے جو کچھ مجھے معلوم ہو گیا تھا اس کے بعد میں نے آداب شیخ کی خدمت میں رہ کر بجا لائے اور ان کی خدمت میں مصروف رہا اور اس طریقت کو جو انہی کی خدمت میں رہ کر حاصل کی تھی ان کی ہمت اور نظر کی برکت سے یہ سعادت اپنے اختتام کو پہنچی۔"

کاشف الاسرار ص ۲۱

(جاری ہے)

---

## اعلان

ادارہ نوائے صوفیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ تعلیمی میدان میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کی تعلیمی کارکردگی کو نمایاں حیثیت سے "

کیا جائے گا۔ امتیازی نمبروں سے پاس ہو۔ "
اپنے مکمل کوائف، حاصل کردہ "
عدد پاسپورٹ سائز تصویر بغرض اشا
کریں۔

# شاہ ہمدانؒ کے سیاسی نظریات

کلیم اختر

(اس مضمون کا خلاصہ مندرجہ بالا عنوان سے بوساطت جناب میر عبدالعزیز صاحب مدیر ہفت روزہ انصاف نوائے صوفیہ میں شائع ہو چکا ہے۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر مکمل مضمون دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔)

ایران کے ممتاز و معروف دانش ور اور سیاست دان آقائے علی اصغر حکمت، حضرت شاہ ہمدانؒ کی تصنیف "ذخیرۃ الملوک" کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"یکی از آثار لطیفہ نثر فارسی کہ در قرن ہشتم ہجری
کتابی است بنام ذخیرۃ الملوک کہ ہنوز دا پردہ
اخفا مستور بباشد وچوں شاہدان خوبروی در
گوشہ کتب خانہ نہا چہرہ زیبائی خود را از دیدہ
عاشقان معرفت پوشیدہ است۔"

علامہ محمد اقبالؒ نے اپنے ایک خط بنام منشی محمد الدین فوق اس کتاب کو دیکھنے کے شوق کا اظہار کیا ہے اور اپنی کتاب "جاوید نامہ" میں حضرت شاہ ہمدانؒ کی شخصیت و کردار اور افکار و نظریات کا احاطہ یوں کیا ہے۔

سید السادات، سالار عجم۔ دست او معمار تقدیر امم
تا غزالی درس اللہ ہو گرفت۔ ذکر و فکر از دودمان او گرفت
مرشد آں کشور مینو نظیر۔ میر و درویش و سلاطین را مشیر
خطہ را آں شاہ دریا آستیں۔ داد علم و صنعت و تہذیب و دیں
آفرید آں مرد ایران صغیر۔ با ہنرہائے غریب و دلپذیر
یک نگاہ او کشاید صد گرہ۔ خیز و تیرش را بدل راہے بدہ

پھر ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

گفتہ از حکمت وزشت و نکوے
پیر دانا نکتہ دیگر بگوئے
مرشد معنی نگاہاں بودہ
محرم اسرار شاہاں بودہ (۱)

با فقیر و حکمراں خواہد خراج
چیست اصل اعتبار تخت و تاج

ممتاز مورخ اور سیاست دان ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے حضرت سید علی ابن شہاب المعروف شاہ ہمدانؒ کی کتاب ذخیرۃ الملوک کو "سیاسیات سے مربوط اخلاقیات" پر تصنیف قرار دیا ہے۔ جبکہ اسی خیال کی تائید "ہندوستان کے دور متوسط میں انصاف پر عمل درآمد" (انگریزی) کے مصنف محمد بشیر احمد نے کی ہے اور لکھا ہے کہ "ذخیرۃ الملوک نظام اخلاق و سیاست پر مبنی اہم ترین کتابوں میں شامل ہوتی ہے۔"

پاکستان میں فارسی ادب کے مصنف ڈاکٹر ظہور الدین متذکرہ صدر کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ذخیرہ الملوک بڑی اچھی فصیح زبان میں لکھی گئی ہے۔ مصنف نے اکثر شاعرانہ اسلوب بیان سے کام لیا ہے۔ تشابیہ و استعارات کا استعمال بھی جابجا کیا ہے۔ عبارت میں پختگی ہے۔ مصنف چونکہ شاعر ہیں اس لئے انہوں نے کہیں کہیں مسجع و مقفیٰ نثر لکھنے کا التزام بھی کیا ہے لیکن خواہ مخواہ تکلف و تصنع پیدا نہیں کیا۔

اس کتاب کی تصنیف کے بارے میں خود حضرت شاہ ہمدانؒ نے یہ وجہ تسمیہ بتائی ہے کہ

مدت مدید اور عرصہ بعید ہو گیا تھا کہ اہل اسلام کے اکثر بادشاہ عالی مقام اور خلقت کے برگزیدہ حکام ذوالاحتشام اور اشرفاء کی جماعت کے چیدہ اور پسندیدہ اور امور دینی کی اصلاح میں سعی اور کوشش کرتے تھے اور دل کے آئینہ کو گناہوں کے گرد و غبار سے پاک اور صاف رکھنا چاہتے تھے۔ (اللہ جل شانہ ان کو بمعہ عیال و اطفال کے دنیا اور آخرت میں خیر نصیب کرے۔) حسن عقیدت کے لحاظ سے جو اس فقیر ناکارہ کے بارے میں رکھتے تھے فقیر کو اکثر کہتے تھے کہ ایک تذکرہ ایسا مفید لکھا جائے جس سے عوام و خواص کو فائدہ پہنچے۔ عاجز اس امر مشکل کے انصرام کی

# شاہ ہمدانؒ کے سیاسی نظریات

کلیم اختر

(اس مضمون کا خلاصہ مندرجہ بالا عنوان سے بوساطت جناب میر عبدالعزیز صاحب مدیر ہفت روزہ انصاف نوائے صوفیہ میں شائع ہو چکا ہے۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر مکمل مضمون دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔)

ایران کے ممتاز و معروف دانش ور اور سیاست دان آقائے علی اصغر حکمت، حضرت شاہ ہمدانؒ کی تصنیف "ذخیرۃ الملوک" کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"یکی از آثار لطیفہ نثر فارسی کہ در قرن ہشتم ہجری کتابی است بنام ذخیرۃ الملوک کہ ہنوز در پردہ اخفا مستور بباشد وچوں شاہدان خوبروئی در گوشہ کتب خانہ ہا چہرہ زیبائی خود را از دیدہ عاشقان معرفت پوشیدہ است۔"

علامہ محمد اقبالؒ نے اپنے ایک خط بنام منشی محمد الدین فوق اس کتاب کو دیکھنے کے شوق کا اظہار کیا ہے اور اپنی کتاب "جاوید نامہ" میں حضرت شاہ ہمدانؒ کی شخصیت و کردار اور افکار و نظریات کا احاطہ یوں کیا ہے۔

سید السادات، سالار عجم ۔ دست او معمار تقدیر امم
تا غزالی درس اللہ ہو گرفت ۔ ذکر و فکر از دودمان او گرفت
مرشد آں کشور مینو نظیر ۔ میر و درویش و سلاطین را مشیر
خطہ را آں شاہ دریا آستیں ۔ داد علم و صنعت و تہذیب و دیں
آفرید آں مرد ایران صغیر ۔ با ہنرہائے غریب و دلپذیر
یک نگاہ او کشاید صد گرہ ۔ خیز و تیرش را بدل راہے بدہ

پھر ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

گفتہ از حکمت و زشت و نکوے
پیر دانا نکتہ دیگر بگوے
مرشد معنی نگاہاں بودہ
محرم اسرار شاہاں بودہ (۱)

با فقیر و حکمراں خواہد خراج
چیست اصل اعتبار تخت و تاج

ممتاز مورخ اور سیاست دان ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے حضرت سید علی ابن شہاب المعروف شاہ ہمدانؒ کی کتاب ذخیرۃ الملوک کو "سیاسیات سے مربوط اخلاقیات" پر تصنیف قرار دیا ہے۔ جبکہ اسی خیال کی تائید "ہندوستان کے دور متوسطہ میں انصاف پر عمل درآمد" (انگریزی) کے مصنف محمد بشیر احمد نے کی ہے اور لکھا ہے کہ "ذخیرۃ الملوک نظام اخلاق و سیاست پر مبنی اہم ترین کتابوں میں شامل ہوتی ہے۔"

پاکستان میں فارسی ادب کے مصنف ڈاکٹر ظہور الدین متذکرہ صدر کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ذخیرۃ الملوک بڑی اچھی فصیح زبان میں لکھی گئی ہے۔ مصنف نے اکثر شاعرانہ اسلوب بیان سے کام لیا ہے۔ تشابیہ و استعارات کا استعمال بھی جابجا کیا ہے۔ عبارت میں پختگی ہے۔ مصنف چونکہ شاعر ہیں اس لئے انہوں نے کہیں کہیں مسجع و مقفیٰ نثر لکھنے کا التزام بھی کیا ہے لیکن خواہ مخواہ تکلف و تصنع پیدا نہیں کیا۔

اس کتاب کی تصنیف کے بارے میں خود حضرت شاہ ہمدانؒ نے یہ وجہ تسمیہ بتائی ہے کہ

مدت مدید اور عرصہ بعید ہو گیا تھا کہ اہل اسلام کے اکثر بادشاہ عالی مقام اور خلقت کے برگزیدہ حکام ذوالاحتشام اور اشرفاء کی جماعت کے چیدہ اور پسندیدہ اور امور دینی کی اصلاح میں سعی اور کوشش کرتے تھے اور دل کے آئینہ کو گناہوں کے گرد و غبار سے پاک اور صاف رکھنا چاہتے تھے۔ (اللہ جل شانہ ان کو بمعہ عیال و اطفال کے دنیا اور آخرت میں خیر نصیب کرے۔) حسن عقیدت کے لحاظ سے جو اس فقیر ناکارہ کے بارے میں رکھتے تھے فقیر کو اکثر کہتے تھے کہ ایک تذکرہ ایسا مفید لکھا جائے جس سے عوام و خواص کو فائدہ پہنچے۔ عاجز اس امر مشکل کے انصرام کی

بابت کچھ متردد اور متوقف ہی رہتا تھا اور علاوہ بریں کچھ کچھ زمانے کے حادثات اور ضروری امور کے واقعات بھی اس خیال کے بارج نظر آتے تھے۔ ان دنوں ایک عزیز پر تمیز کی سفارش نے مجھے مجبور کر دیا۔ چنانچہ عاجز کا ارادہ بھی اس رسالہ کی تالیف کی طرف پختہ ہو گیا۔ خدا کے فضل اور اللہ کی مدد سے یہ چھوٹا سا رسالہ (جو سلطنت ظاہری اور باطنی کا رہنما اور احکام حکومت اور سلطنت کا پیشوا ہے اس باب میں لکھا گیا۔

حضرت شاہ ہمدانؒ ۱۲ رجب ۷۱۴ ہجری بمطابق ۲۱ اکتوبر ۱۳۱۴ء میں ہمدان میں پیدا ہوئے اور ۷۸۶ ہجری بمطابق ۱۳۸۴ء انتقال فرما گئے۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ اپنے عہد کے بہت بڑے ولی اللہ۔ مجاہد اور دانش ور تھے اور اس امر کے باوصف کہ آپ کا شمار عظیم المرتبت اور جلیل القدر اولیائے کرام اور صوفیائے کبار میں ہوتا تھا آپ سیاست دان اور رموز سلطنت کے شناور بھی تھے اور آپ کی سیاسی و عمرانی بصیرت و حکمت کا شہرہ چار دانگ عالم میں تھا۔ اور بقول ڈاکٹر محمد ریاض "شاہ ہمدانؒ بادشاہوں اور حاکموں کے مشیر و مشاور تھے۔ ہمدان سے کشمیر تک بجز امیر تیمور تمام بادشاہ و امراان کے معتقد تھے۔ بعض حکام نے شروع میں ان کو ایذا بھی دی مگر بعد میں تلافی مافات بھی کر لی۔ شاہ صاحب پر کچھ مصائب علمائے سو۔ کے ہاتھوں بھی وارد ہوئے۔ یہ مرد حق شناس۔ شیاطین انس و جن سب سے نبرد آزما رہا سلاطین کے مشیر ہونے کی حیثیت سے شاہ صاحب نے بڑی خدمات انجام دیں۔ پاخلی کے حکام علاؤ الدین اور خضر شاہ۔ بلخ و بخارا کے حاکم سلطان محمد سب ان کے والا و شیدا ارادت مند تھے۔ سلاطین کشمیر شہاب الدین و قطب الدین کی ارادت بھی مسلمہ تھی۔

اگر ہم حضرت شاہ ہمدانؒ کے دور پر طاہرانہ نظر ڈالیں تو معلوم ہو گا کہ اس وقت پوری دنیا میں امیر تیمور ایک جابر و ظالم فاتح کے طور پر مشہور تھا اور بقول ایک فرانسیسی مورخ روئے دے گونزالز کلاویو (RUYDEGONZALES CLAVIJO) بادشاہ سمرقند تیمور جب مغلوں کی سرزمین فتح کر چکا تو اس نے سرزمین آفتاب (خراساں) کی طرف جو ایک وسیع مملکت ہے توجہ کی اور اسے بھی سر کیا پھر ملک خوارزم بھی زیر کر لیا اور پورے ایران اور مازندراں کو فتح کیا جن میں تبریز اور سلطانیہ بھی شامل ہیں۔ اس نے "ارض حریر" اور "ارض ابواب

کو فتح کر کے رکھ دیا اور آرمینیا کو چک۔ ارض روم اور کروستان پر قبضہ کیا۔ جب وہ شہنشاہ ہندوستان کو شکست دے کر اس کی وسیع مملکت پر قابض ہو چکا اور اس نے دمشق کو برباد کرنے کے بعد حلب اور بابل اور بغداد ایسے شہروں کو بھی فتح کر لیا تو بہت سے دیگر ممالک کو فتح کرنے اور بہت سی جنگوں میں کامیاب ہونے کے بعد بایزید کے مقابلہ پر آیا جو دنیا کے عظیم ترین بادشاہوں میں تھا اور اس سے جنگ کر کے اسے بھی شکست دی اور قیدی بنا لیا۔

حقیقتاً وہ زمانہ دنیائے اسلام میں افراتفری۔ ذہنی پریشانی اور سیاسی لاچارگیوں کا تھا۔ زوال بغداد کے بعد مصر میں خلافت عباسیہ بھی دم توڑ رہی تھی۔ اور ادھر خلافت عثمانیہ کی بنیاد رکھی جا چکی تھی بایزید (یلدرم) افرنگیوں سے نبرد آزما تھا۔ ایران میں خانہ جنگی کی کیفیت تھی اور بقول علامہ شبلی نعمانی۔

"سلطان ابو سعید نے ۷۳۶ ہجری میں وفات پائی۔ تمام ملک نے اس کے مرنے کا ماتم کیا۔ یہاں تک کہ مسجد کے میناروں پر ماتمی کپڑے لپیٹے گئے اور ہر شہر کی گلی کوچوں میں کئی کئی دن تک خاک اڑتی رہی۔ چونکہ سلطان کے کوئی اولاد نہ تھی اس لئے ہر طرف سے سرداروں نے خودسری کی۔ آذر بائیجان، امیر چوبان و شیخ حسن جلائر نے دبا لیا عراق اور فارس پر مظفر نے قبضہ کیا۔ غرض ۷۳۶ ہجری سے ۷۸۱ ہجری تک تمام قوتیں پریشان رہیں اور یہ چھوٹے چھوٹے فرماں روا آپس میں لڑتے بھڑتے رہے۔ یہی زمانہ ہے جو تاریخ میں طوائف الملوکی کے نام سے مشہور ہے۔

بالآخر تیمور اٹھا اور تمام دعویداروں کو مٹا کر شہنشاہی قائم کی۔" آگے چل کر علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں۔

"تاتار اور تیمور کی عام سفاکی نے قوموں کی قومیں غارت کر دیں۔ بڑے بڑے کجکلاہوں اور اورنگ نشینوں کا تاج و تخت خاک میں ملا دیا۔ خراساں سے لے کر شام تک زمین و آسمان میں سناٹا ہو گیا ام الدنیا بغداد کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ تمام بڑے بڑے پائے تختوں میں خاک اڑنے لگی۔ کم از کم پچاس۔ ساٹھ لاکھ آدمی ایک دم سے فنا ہو گئے۔

حقیقت یہی ہے کہ بایزید (یلدرم) کی اسیری اور موت امیر تیمور کے پے در پے حملے۔ صلیبی جنگیں۔ مسلمانوں کے حکمرانوں کی باہمی غلط فہمیوں۔ اقتدار کی کشمکش اور شاہوں کی خود غرضیوں اور اسلامی احکام سے انحراف ہی سے اسلامی سلطنت

کو زوال آیا۔ یہ تھا وہ دور جو حضرت شاہ ہمدانؒ نے بچشم خود دیکھا۔ اکثر کتابوں میں امیر تیمور اور حضرت شاہ ہمدانؒ کی ملاقاتوں کا ذکر ملتا ہے اور بیشتر مورخین اور مصنفین نے یہ لکھا ہے کہ امیر تیمور، حضرت شاہ ہمدان کی عوام میں مقبولیت اور روحانی طاقت اور کشش سے خائف ہو گیا تھا اور پھر بہت سے سرکاری لوگوں نے اسے یقین دلا دیا تھا کہ حضرت شاہ ہمدانؒ کی روحانی۔ باطنی اور عوامی قوت اسے لے ڈوبے گی۔ اس پر امیر تیمور نے حضرت شاہ ہمدانؒ کے دوست و مرید امیر زادہ خواجہ اسحاق ختلانی سے باز پرس کی اور جرمانہ بھی ادا کیا لیکن وہ شاہ ہمدانؒ کی رفاقت اور ارادت سے باز نہ آیا۔ اس پر اس کا سر قلم کر دیا گیا۔ مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ جب امیر تیمور اور شاہ ہمدانؒ کی ملاقات ہوئی تو آپ نے امیر کو حق و صداقت پر چلنے اور قرآن حکیم کو اساس قانون بنانے کی تلقین کی اور کہا کہ ہمارا مقصد " اسلام کی تبلیغ اور مسلمانوں کی خدمت ہے۔ ہم اس مقصد کی خاطر سارے عالم اسلام میں گھوم چکے ہیں اور اب اس قلمرو میں کام کر رہے ہیں۔ حکومت اور اقتدار بے شک خدا کی ایک بہت بڑی نعمت ہے مگر اس صورت میں کہ شریعت پر عمل ہو اور عدل و نصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں و گرنہ یہ وبال اور ابدی عذاب کا سامان بن جائے گا۔ یہ وبال اور عذاب جو ایک سگ لنگ کو گھیرے ہوئے ہے نعوذ باللہ ہم اس کے طالب کیوں بنیں گے۔ سگ لنگ کا استعارہ ظاہر ہے کہ تیمور لنگ کی خاطر تھا۔ اس لئے امیر اس بات اور شاہ ہمدانؒ کی آواز حق سے تلملا اٹھا۔ اس نے آپ اور آپ کے یا خاندان کے جملہ سادات اور مریدوں کو تیموری قلمرو ترک کرنے کا حکم دیا کہ اگر آپ اور آپ کے خاندان کے لوگوں کی عافیت مطلوب ہے تو جلد از جلد یہاں سے بالکل نکل جائیں ورنہ میری تیغ بے نیام حرکت میں آجائے گی۔"

مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی نے اپنی کتاب " معیار العلماء " میں امام غزالیؒ کے حوالے سے علماء کی دو قسمیں بتائی ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔ علماء کی دو قسمیں بتائی ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔ " علماء دو قسم کے ہوتے ہیں ایک صحیح معنوں میں عالم جن کو علمائے ربانی کہنا چاہیے اور دوسرے برے اور گمراہ عالم جن کو علمائے سو کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث نبویؐ میں ان دونوں قسم کے علماء کا بار بار ذکر آیا ہے۔

کتاب ہندی مسلم تہذیب کے صفحہ ۲۹۴ پر ایک شخص کا ذکر ملتا ہے جس کی امیر تیمور سے ملاقات ہوئی تھی۔ مصنف قاضی جاوید لکھتے ہیں۔ ان سادات میں ایک سید میر علی نے گراں قدر تحائف اور بہت سا مال و زر امیر تیمور کی نذر کر کے اس کی خوشنودی حاصل کی تھی۔ چنانچہ امیر تیمور نے ان کے چار صاحب زادیوں کو اجمیر ملتان۔ حیکڑ اور لیہون کا ناظم مقرر کر دیا تھا۔

یہ تھا فرق۔ ایک عالم ربانی اور عالم سو کا تھا۔ بہر نوع حضرت شاہ ہمدانؒ کے ترک وطن کا اشارا غیبی ہو چکا تھا اور آنحضرت محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کشمیر جانے کا حکم دیا تھا۔ امیر تیمور سے مکالمہ تو محض ایک بہانہ بنا۔ بہر حال آپ نے امیر تیمور کے آگے سر تسلیم خم نہیں کیا تھا اور شان خودداری قائم و دائم رکھی تھی بلکہ اس کے سامنے آواز حق کو دہرایا تھا یہ بھی حقیقت ہے کہ جب امیر تیمور کو حضرت شاہ ہمدانؒ کے ترک وطن کا علم ہوا تو اس نے آپ سے معذرت چاہی مگر حضرت شاہ ہمدان نے فرمایا ہمیں راضی کرنے کی بجائے معیاری باتوں پر عمل کرو اور لوگوں کے ساتھ انصاف برتو۔

امیر تیمور نے حضرت شاہ ہمدانؒ کے ارشادات پر عمل کیا یا نہ کیا یہاں پر اس سے بحث نہیں ہے لیکن "تزک تیموری" میں امیر تیمور نے جو " قوانین و آئین جہاں داری " لکھے ہیں ان میں اسلامی قوانین کی روح کارفرما ہے اور اس آئین کی پہلی شق یوں ہے۔

اول تو یہ کہ میرا مقصد جنگ و جدل خدا تعالیٰ کے دین اور حضرت محمدؐ کی شریعت کو دنیا میں فروغ دینا تھا۔ میں نے خود بھی شریعت کی حدود کے اندر رہ کر عمل کیا اور خداوند کریم سے رحم کا طالب رہا۔

حضرت شاہ ہمدانؒ کا امیر تیمور کے ساتھ اختلاف ۷۷۴ ہجری میں ہوا اور آپ ۷۷۴ ہجری میں خطہ کشمیر میں تشریف لائے اس سے قبل آپ کے دو مرید اور چچازاد بھائی پیر سید تاج الدین سمنانی اور میر سید حسین سمنانی کشمیر میں وارد ہو چکے تھے۔ اس وقت کشمیر کا حاکم سلطان شہاب الدین (۷۶۰ ـ ۷۷۵) میر سید حسین سمنانی کا مرید بن چکا تھا یاد رہے کہ شاہ ہمدانؒ اس سے پیشتر ۷۶۰ ہجری یا ۷۶۱ ہجری میں کشمیر آچکے تھے۔ مگر ان کا عرصہ قیام مختصر تھا۔ ۷۶۰ ہجری میں سید حسین سمنانی اور سید تاج لدین سمنانی یہاں آئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

ہندوستان میں شاہ ہمدان کی کشمیر میں آمد کے موقع پر تغلق خاندان کی حکومت تھی۔ اور فیروز شاہ تغلق برسر آرائے سلطنت تھا۔ وہ ایک علم پرور اور علمائے کرام کا دوست تھا۔ اس نے اپنے دور کے علماء اور صوفیاء کی بہت خدمت کی۔ ضیاء الدین برنی اور شمس سراج ایسے مورخین نے اسی کے سایہ عاطفت میں تاریخیں مرتب کیں۔ مذہبی اعتقادات کے اعتبار سے وہ پابند شریعت سنی مسلمان تھا۔ اس نے ہر معاملہ میں شریعت کے مطابق چلنا شروع کیا اور ہر معاملہ میں علماء سے مشورہ لیا تھا۔ مشائخ کا بہت احترام کرتا تھا اور مزاروں پر دعا کے لئے حاضر ہوتا تھا۔ شیخ مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے اس کے تعلقات بہت اچھے تھے۔ اس کی تخت نشینی میں چشتیہ سلسلہ کے بزرگ خواجہ نصیر الدین محمودؒ نے نمایاں کردار ادا کیا تھا۔ بہر حال جب حضرت شاہ ہمدانؒ کشمیر تشریف لائے تو اس وقت مورخ کشمیر منشی محمد الدین فوق کے بقول

"(شہاب الدین والی کشمیر) ۷۷۳ ہجری مطابق ۱۳۷۲ء کو پچاس ہزار سوار اور پانچ لاکھ پیدل فوج آراستہ کے بارہ مولا کے راستہ سے ملک سے نکل کھڑا ہوا۔ یوسف زئیوں کا ملک سواد۔ باجوڑ اور ایشیا درفتح کر کے اسے خبر ملی کہ شاہان دہلی کی بد انتظامی نے ملک میں شور و فساد برپا کر رکھا ہے۔ موقع غنیمت جان کر اس نے پہلے تو ملتان اور لاہور پر حملہ آور ہو کر ان علاقوں کو فتح کیا اور پھر تقریباً تمام ملک پنجاب کو روندتا ہوا عازم دلی ہوا جب دریائے ستلج کے کنارے پر پہنچا تو فیروز شاہ تغلق کی فوج جو سلطان کے مقابلہ پر متعین تھی آن پہنچی اور فریقین میں لڑائی شروع ہو گئی۔ خاندان تغلق کی حکومت پہلے ہی بوسیدہ ہو رہی تھی اور بادشاہ دہلی میں شہاب الدین جیسے خونخوار دشمن کا مقابلہ کی تاب نہ تھی اس لئے پس و پیش ہی میں تھا کہ امیر کبیر میر سید علی ہمدانی قطب الاقطاب دوراں تھے درمیان میں آگئے اور انہوں نے سلطان شہاب الدین کو صلح کر لینے کا حکم دیا۔ راسخ الاعتقاد

سلطان ان کے فرمان کے مطابق صلح پر آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ اس وقت ۷۷۵ ہجری میں عہد نامہ لکھا گیا جس کی رو سے قرار پایا کہ سرہند سے کشمیر تک کا تمام علاقہ سلطان شہاب الدین کے تصرف میں رہے اور باقی ملک بدستور فیروز شاہ کے زیر حکومت تصور کیا جائے۔

اسی سلطان شہاب الدین کے بارے میں علامہ اقبالؒ نے جاوید نامہ میں یہ کہا ہے۔

عمرہا گل رخت بربست و کشاد
خاک ما دیگر شہاب الدین نزاد

کشمیر میں آنے کے بعد شاہ ہمدانؒ نے بقول لینٹ (LIENT) اسلامی روح کا ایک ولولہ خیز ذوق و شوق پیدا کیا اور ہزاروں لوگوں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ سلطان شہاب الدین نے آپ ہی کی ایما پر علوم اسلامیہ کا پہلا مدرسہ قائم کیا۔ بعد میں سلطان قطب الدین نے بھی ایک مدرسہ عروۃ الوثقیٰ کے نام سے جاری کیا۔ اسلامی تبلیغ کے علاوہ شاہ ہمدانؒ نے کشمیریوں کو صنعت و حرفت کی طرف متوجہ کیا اور لوگوں میں کام کرنے کا جذبہ ابھارا۔ "آب کوثر" مصنفہ شیخ محمد اکرام صفحہ ۳۷۷ پر مذکور ہے کہ "آپ نے اور آپ کے رفقا نے بڑی سرگرمی سے اشاعت اسلام شروع کی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی کوششوں سے ۳۷ ہزار کشمیری دائرہ اسلام میں آئے۔ آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں مثلاً مجمع الاحادیث۔ شرح اسمائے حسنیٰ۔ شرح فصوص الحکم۔ مراۃ التائبین۔ ذخیرۃ الملوک آپ کی آخری تصنیف ملکی اور سیاسی مصلحتوں سے متعلق ہے (آپ نے کشمیر کے بعض سیاسی معاملات میں دخل دیا۔ مثلاً جب آپ کشمیر تشریف لائے تو کشمیر کا بادشاہ، ہند کے حاکم سے جو اٹک کے سولہ میل شمال کو ایک پرانی اور اہم بستی ہے برسرپیکار تھا۔ آپ نے محاذ جنگ پر جا کر دونوں میں صلح کرا دی۔ آپ کی اور آپ کے رفقاء کی کوششوں سے اسلام کشمیر میں مستحکم بنیادوں پر قائم ہو گیا۔

دو مسلمان حکمرانوں میں جنگ ختم کرانا اور ان کے مابین صلح و سلامتی قائم کرنا حضرت شاہ ہمدانؒ کے اتحاد عالم اسلامی کے جذبہ کا شاندار مظہر ہے۔ مگر ہندوستان میں فیروز شاہ تغلق کی وفات کے بعد سلطنت کی مرکزیت بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی۔ امیر تیمور کے حملہ نے سلطنت کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور اس کے اسباب حضرت شاہ ہمدانؒ کے سامنے تھے۔ انہوں نے دنیائے اسلام کی مرکزیت کو بھی لٹتے دیکھا تھا وہ بادشاہوں اور حکمرانوں اور عوام کی رہنمائی اور رہبری کے لئے کوئی مبسوط منشور، جس کی اساس قرآن کریم اور احادیث نبویؐ پر مبنی ہو لکھنا چاہتے تھے۔ اور ملت اسلامیہ کی سیاسی میدان میں ناکامیوں کو روکنے کے خواہاں تھے۔

(جاری ہے)

## بقیہ خطوط خبریں

جناب میر عبدالعزیز صاحب نے جذبہ ایمانی سے سرشار ہو کر آغا حسین ہمدانی کی دینی اور فلاحی خدمات پر روشنی ڈالی ۔ اس عظیم شخصیت کے اچانک انتقال کا صدمہ ہوا ۔ ہمارے گاؤں میں ایک مدرسہ مدرسہ نجم الھدیٰ صوفیہ نوربخشیہ کے نام سے قائم ہے ۔ اس مدرسے میں صوفیہ نوربخشیہ کے تین سو کے قریب طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں ۔ ہمارے پاس مذہبی کتابوں کی کمی ہے جس کے ازالے کے لئے آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے ۔

صدر انجمن صوفیہ نوربخشیہ
کواس چھوربٹ

میں نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں کچھ عرصہ سے رسالہ موصول نہیں ہو رہا ہے ۔ رسالے کا شدت سے انتظار ہے ایک شکایت یہ ہے کہ آپ خطوط تو شائع کرتے ہیں لیکن ان کے جواب شائع نہیں کرتے ۔

عبداللہ خان جانباز
سکردو

(جواب ۔ محترم جانباز صاحب ۔ آپ کے خط کا جواب حاضر ہے اور وہ یہ کہ صفحات کی کمی کی وجہ سے ہم ہر خط کا جواب لکھنے سے قاصر ہیں ۔ اگر ایسا کیا جائے تو قیمتی مضامین اشاعت سے رہ جائیں گے ۔)

ہمارے ہاں رسالہ نہیں آ رہا ہے ۔ براہ کرم اس کی ترسیل پھر سے شروع کر کے یہاں کے اہل تصوف کو مذہبی معاملات سے باخبر رکھیں ۔

محمد ابراہیم نائب صدر
صوفی آباد ویلفیئر ایسوسی ایشن
وزیرپور شگر



نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن اسلام آباد کی میٹنگ کے موقع پر لی گئی تصویر

میرے عزیز!

طاعت خداوندی اور پیروی نفس میں اشتراک و اتحاد ناممکن ہے۔ جب تک نفسانی خواہشات قابو میں نہ ہوں۔ صبر و شکر پر عمل نہ کیا جائے اور ہر عمل کا مدعا رضائے خداوندی نہ سمجھا جائے۔ طاعت خداوندی کی حقیقی حلاوت نصیب نہیں ہوتی۔ حضرت موسیٰ کو وحی ہوئی تھی کہ آپ اپنی امت کو بتا دینا جو رضائے خداوندی چاہے وہ نفس کی مخالفت کرے۔ ورنہ اس کا قلب۔ اطاعت و عبادات کے اثرات سے کورا رہے گا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت ہے کہ جب لشکر اسلام ان کی سرکردگی میں فتح خیبر کے بعد لوٹا اور آنحضرتؐ کی خدمت اقدس میں پہنچا تو آپ نے فرمایا۔

"ہم جہاد اصغر سے لوٹ آئے اور ابھی جہاد اکبر درپیش ہے۔ لوگوں نے عرض کی جہاد اکبر کون سا ہے۔ فرمایا اپنے نفس کا جہاد۔ اس دشمن سے ہمیشہ جہاد کرنا جو دو پہلوؤں کے درمیان براجمان ہے۔" حقیقت یہ ہے کہ حضرت شاہ ہمدانؒ کے سیاسی و اخلاقی نظریات کی اساس قرآن حکیم اور شریعت محمدیؐ ہے۔ نظام حکومت کے بارے میں ان کا نقطہ نظر رسولؐ خدا کا "میثاق مدینہ" رہا۔ جسے امت مسلمہ کا پہلا سیاسی و انتظامی دستور کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ خود آنحضرتؐ نے تراشا تھا۔ اسلام میں مقتدر اعلیٰ خداوند کریم کو قرار دیا گیا ہے۔ حضرت شاہ ہمدانؒ کے سیاسی افکار کی بھی یہی بنیاد ہے۔ پروفیسر رشید احمد نے قرآنی نظریہ مملکت کے جو بنیادی اصول بتائے ہیں ان میں حکومت کا کام قیام امن۔ قیام عدل۔ اصلاح معاشرہ۔ قانون شریعت۔ کفر کا انسداد۔ شوریٰ۔ زکوٰۃ اور ارکان اسلام کی پابندی ہے۔ پروفیسر رشید احمد لکھتے ہیں

"قرآن مجید کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس نے پہلی بار دنیا کو صحیح معنوں میں یہ بتلایا کہ مذہب و سیاست جدا نہ ہونے والی چیزیں ہیں۔ حتیٰ کہ یہودیوں میں دین و سیاست کی علیحدگی مسلم تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی موجودگی میں بنی اسرائیل نے ان سے درخواست کی۔ کہ وہ جنگ کرنے کے لئے کوئی بادشاہ مقرر کر دیں۔ اس واقعہ کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ یہودیوں نے اپنے ایک نبی سے کہا ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دو جس کے ساتھ مل کر خدا کی راہ میں جنگ کر سکیں۔ اسی طرح یہودیوں میں نبوت اور بادشاہت جدا جدا منصب تھے۔ عیسائیت نے بھی اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی۔ ان میں قیصر اور کلیسا کے دو علیحدہ علیحدہ ادارے باقاعدہ طور پر تسلیم کئے گئے ہیں لیکن اسلام میں دین اور دنیا۔ مذہب و سیاست لازم اور ملزوم قرار دیئے گئے۔

تاریخ شاہد ہے کہ ہر عہد اور ہر دور میں مسلم مفکرین نے اس مسئلہ پر گفتگو کی ہے۔ فارابی نے دین کے ساتھ مذہب کو رکھا ہے اور اقتدار اعلیٰ کے لئے بارہ صفات کو ضروری قرار دیا ہے۔

۱۔ جسمانی لحاظ سے بے عیب ہو اور اس میں کسی قسم کا نقص نہ ہو۔

۲۔ ذکی اور عاقل ہو۔

۳۔ قوت بیانیہ اس قدر تیز ہو کہ جو کچھ کہے اس کا نقشہ سننے والے کے سامنے کھنچ جائے۔

۴۔ کم سے کم بحث مباحثہ سے چیزوں کی تہہ تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۵۔ قوی حافظہ کا مالک ہو۔

۶۔ حسب خواہش لوگوں پر علم کے لئے اپنی محبت واضح کر سکے۔

۷۔ لہو و لعب سے متنفر ہو۔

۸۔ خواہشات نفسانی پر مکمل قابو رکھتا ہو جو بالخصوص کھانے پینے اور جنسی تعلقات کو حد سے آگے نہ بڑھنے دے۔

۹۔ سچ سے محبت کرتا ہو اور جھوٹ سے پرہیز۔

۱۰۔ وسیع القلب ہو اس کو عدل اور انصاف سے خصوصی لگاؤ ہو ظلم اور تشدد کے پاس بھی نہ پھٹکے۔

۱۱۔ جس چیز کو بہتر سمجھتا ہو اسے بلا خوف تردید نافذ کر سکے۔

۱۲۔ اس کا خزانہ معمور اور وہ کافی دولت کا مالک ہو۔

فارابی کے بعد الماوردی کا نام آتا ہے۔ اس کا طرز استدلال اسلامی ہے۔ وہ قرآن و حدیث کو چشمہ ہدایت سمجھتا ہے۔ اپنے خیالات کی توضیح و تائید حتی الامکان قرآن کریم کے ذریعہ کرتا ہے۔ اس کی سیاسی نظریات پر مشتمل کتاب کا نام "الاحکام السلطانیہ" ہے اس کا خیال ہے کہ امام پوری قوم کے مشورے سے چننا چاہئے لیکن ہر کس و ناکس کو رائے دینے کی اجازت بھی نہیں دینا چاہیے۔ اس سلسلہ میں رائے دہندگان کی اہلیت سے بحث کی گئی ہے۔ اس نے ووٹر کے لئے بجائے عمر۔ دولت۔ یا رہائشی قیود کے اس کا نیک۔ صالح۔ متقی۔ عاقل اور

داناہونے کی شرط لگائی ہے۔

الماوردی کا دور خلافت عباسیہ کا دور تھا۔ اس وقت حکومت کمزور ہو چکی تھی اور بے شمار خود مختار خاندانوں نے جنم لے لیا تھا اور جنہوں نے مملکت کے مختلف صوبوں پر قبضہ جمالیا تھا۔ حتیٰ کہ دار الخلافہ بغداد بھی ان کی چیرہ دستیوں سے محفوظ نہ تھا۔ لہذا اس نے جو نظریہ سیاست پیش کیا۔ اس کا اول امام کو ٹھہرایا اور اس کے فرائض میں یہ شامل کیا۔

۱۔ دین کی حفاظت کرنا اور اس بات کا خیال رکھنا کہ رعایا اس کے احکامات پر عمل پیرا ہو اور ممنوعات سے پرہیز کرے۔
۲۔ عدل اور انصاف کا بول بولا کرے تاکہ قوی۔ ضعیف پر ظلم نہ کر سکے۔
۳۔ ملک میں امن و امان قائم رکھنا۔
۴۔ مجرمین کو سزا دینا۔
۵۔ حدود حکومت کی حفاظت کرنا۔
۶۔ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کرنا اور اگر کوئی قبول اسلام سے انکار کرے تو اس پر جزیہ عائد کرنا۔
۷۔ عوام پر زیادتی کے بغیر زکواۃ اور صدقات کی رقم وصول کرنا۔
۸۔ مستحقین کو باقاعدہ وظیفہ دینا۔
۹ ۔ ایمان اور قابل لوگوں کے سپرد انتظام حکومت کرنا ۔ بالخصوص والی و عامل نہایت قابل اور لائق لوگوں کو مقرر کرنا اور خزانہ کو نہایت دیانت دار اشخاص کے سپرد کرنا۔
۱۰ ۔ امور سلطنت پر کڑی نظر رکھنا ۔ لوگوں کے حقوق کی نگہداشت کرنا نیز امور سلطنت کے سوا اور کسی کام میں خواہ عبادت و زہد ہی ہو اس طرح مشغول نہ ہونا کہ کاروبار خلافت میں خلل واقع ہو یا معاملات حکومت کو دوسروں کے سپرد کرنا پڑے۔

الماوردی کا نظریہ خلافت و سیاست مدتوں متنازعہ رہا ہے۔ وہ سنی العقیدہ تھا اور اس کا مسلک شافعی تھا وہ اپنے وقت کا ایک قابل ترین ماہر قانون تھا۔ اس نے تیسری صدی ہجری کے بعد اسلامی معاشرہ کے سیاسی۔ مذہبی اور معاشرتی حالات میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی تھی وہ عباسی خلیفوں کے دور انحطاط کا شاہد تھا۔ نظام الملک طوسی نے بھی سیاست نامہ" لکھا تھا جو ایک معروف کتاب ہے۔ اور اس وقت کے سیاسی زوال کو سنبھالا دینے کی کوشش کو بیان کرتی ہے۔

اگر ہم مسلمانوں کے سیاسی و مذہبی مفکرین پر نگاہ دوڑائیں تو ان میں ان امام غزالی۔ طوسی۔ الماوردی۔ فارابی۔ ابن الطقطقی ابن تیمہ۔ ابن خلدوں۔ ابن رشد۔ ابن عربی۔ شاہ ولی اللہ۔ سر سید احمد خان۔ سید جمال الدین افغانی اور اقبال تک ایک طویل فہرست بنتی ہے۔ ان سب کا منبع علم قرآن حکیم اور احادیث نبوی ہیں۔ اور انہی کے سہارے ان مفکرین نے اسلامی نظریات کو پھیلایا ہے۔ یہ درست ہے کہ ان میں سے بیشتر نے یونانی افکار سے بھی استفادہ کیا۔ خاص طور پر ابن رشد نے۔

مگر ابن الطقطقی نے اپنی کتاب الفخرہ، میں اسلامی اصول ریاست" کی وضاحت کی ہے اور یہ پہلا سیاسی اسلامی مفکر ہے جس نے حاکم اور رعایا کے تعلقات کو موضوع بحث بنایا ہے۔ ان کے فرائض اور حقوق بیان کئے ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ ہر راعی کے کچھ حقوق رعایا پر عائد ہوتے ہیں اور جب تک۔ فریقین اپنے فرائض سے عہدہ برآ نہ ہوں۔ اس وقت تک کسی ریاست میں قیام امن و عدل اور نفاذ قانون ممکن نہیں ہے۔ اس لئے اطاعت عزت و احترام۔ مشاورت۔ بادشاہ کی غیبت نہ کرنا۔ بادشاہ نیک سلوک رعایا سے کرے۔ خدا سے ڈرے۔ عدل و انصاف۔ نظم و نسق۔ فوج اور شوریٰ اور سفیر رکھے۔

یہ تھے وہ سیاسی نظریات جو حضرت شاہ ہمدانؒ سے قبل مسلم مفکرین پیش کر چکے تھے۔ اور انہوں نے اپنے تئیں اپنے زمانہ کے حکمرانوں اور عوام دونوں کی رہنمائی کا حق ادا کیا تھا۔ اور ان حالات کے مطابق ان کا حل بھی پیش کیا تھا۔

حضرت شاہ ہمدانؒ کا فلسفہ سیاست بڑا سادہ مگر جامع ہے۔ انہوں نے اپنے زمانہ کے حالات کو نہ صرف دیکھا بلکہ آنے والے دور کا بھی اندازہ لگا لیا۔ اور اپنے نظریات کو بلاخوف خطر پیش کیا۔" ذخیرۃ الملوک" انہی اخلاقی۔ عمرانی اور سیاسی نظریات کا نچوڑ ہے۔

# بلتستان اور لداخ کے تعلقات

عبدالغنی شیخ لیہ لداخ

(جناب عبدالغنی شیخ جو لداخ (انڈیا) کے مسلمان سکالر ہیں لداخ کی تاریخ و ثقافت پر تحقیق کرتے ہیں۔ ان کے انگریزی مضمون LADAKH.S BALTISTAN RELATIONS WITH کا ابتدائی حصہ نوائے صوفیہ میں چھپ چکا ہے۔ اب جب کہ نوائے صوفیہ کی بدولت اہل لداخ اہل بلتستان کے قریب آگئے ہیں اس مضمون کو مکمل طور پر چھاپنے کی اہمیت دوچند ہو گئی ہے۔ قارئین کی آسانی کے لئے مضمون کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ امید ہے جناب عبدالغنی شیخ صاحب مستقبل میں بھی نوائے صوفیہ کو اپنے قیمتی نگارشات سے نوازیں گے۔)

لداخ اور بلتستان ایک مشترکہ خاندان کی طرح ہیں جو حوادث زمانہ اور مرور ایام سے تقسیم ہو کر ایک دوسرے سے دور ہو گئے ہیں۔ دونوں علاقے ایک جیسے سیاسی اور تاریخی حالات سے دوچار رہے ہیں۔ ان علاقوں کے باسی منگول نسل سے تعلق رکھتے ہیں اور ان علاقوں کے لوگوں کی ثقافت، لباس و طعام، طرز بود و باش اور زبان ہمیشہ مشترک رہے ہیں۔ اگرچہ بلتستان کا روایتی لباس قدرے ڈھیلا ڈھالا ہوتا ہے لیکن عموماً اہل لداخ کی طرح یہ کھردرا اونی ہوتا ہے۔ لداخی اور بلتی زبانیوں کا ماخذ قدیم تبتی زبان ہے اور ان کی رسم الخط بھی مشترک ہے۔ تلفظ کے لحاظ سے بلتی زبان لداخی زبان کی نسبت زیادہ صحیح اور شستہ سمجھی جاتی ہے۔ دونوں علاقوں کے لوگ مٹی اور پتھر کے بنے ہوئے مکانوں میں رہتے ہیں۔ دونوں علاقے تبت کے باجگزار رہے اور دسویں صدی میں آزاد ہوئے پھر ان علاقوں میں ڈوگرا راج کا دور دورہ رہا اور آخر دونوں علاقوں نے ڈوگروں کی غلامی کا طوق بھی ایک ساتھ اتار پھینکا۔

ان دونوں علاقوں میں فطرت بہت فیاض ہے اور جا بجا حسین مناظر خوبصورت جھیلیں اور گرم پانی کے چشمے پائے جاتے ہیں۔ پہاڑ اکثر سنگلاخ ہیں جن پر کہیں کہیں سبزہ اگا نظر آتا ہے۔

لداخ اور بلتستان دونوں بلند پہاڑی علاقے ہیں اور ان میں آنے والے مختلف تغیرات میں بھی مماثلت ہے۔ ان علاقوں کی آبادی کا نوے فیصد حصہ زراعت پیشہ ہے۔ یہاں کے کھیتوں اور باغوں میں گلیشیر کے پانی سے آب پاشی ہوتی ہے۔ ایک لداخی کہاوت ہے کہ اگر اوپر گلیشیر ہو گا تو نیچے پانی کا قطرہ ضرور ہو گا جس کا مطلب یہ ہے کہ امیر آدمی کی دولت میں سے غریب کو بھی تھوڑا سا حصہ ضرور ملتا ہے۔

لداخ اور بلتستان کی چٹانوں پر ایک جیسی تحریریں اور تصویریں بھی کندہ نظر آتی ہیں۔ ایسی چٹانیں بلتستان میں سکردو کی ست پارہ وادی اور خپلو وادی میں اور لداخ کے خلسے، تانگ مچے، تارو، ملبیک وغیرہ میں ملتی ہیں۔

بلتستان اور لداخ کی آب و ہوا سرد خشک ہے اور دونوں علاقوں میں ایک جیسی جنگلی حیات اور نباتات ہیں۔ لداخ کو شکاریوں کی جنت کا نام دیا گیا ہے اور بلتستان بھی شکاریوں کے لئے ایک خوشگوار شکارگاہ سمجھا جاتا ہے۔

۱۹۴۷ء سے پہلے ہر سال تقریباً چار سو سیاح جن میں سے اکثریت شکاریوں کی ہوتی تھی لداخ اور بلتستان کی سیر کرتے تھے۔

۱۸۳۶ء میں کئے جانے والے الیگزینڈر کننگھم کے سروے کے مطابق بلتیوں اور لداخیوں کا اوسط قد تقریباً برابر پایا گیا۔

بلتی برگسا، بلتی پولو اور ایو گاؤں وغیرہ لداخ میں بلتیوں کے اثرات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یہ جگہیں لیہ سے بالترتیب ۲۷۲، ۲۰۵ اور ۳ کلو میٹر کے فاصلے پر لیہ یارقند تجارتی شاہراہ پر واقع ہیں۔

لفظ "بلتی" کے معنی "دریائی وادی" کے ہیں۔ بل وادی یا گھاٹی کو اور تی دریا کو کہتے ہیں۔ بلتی ژونگ بولی کا لفظ ہے۔ لداخ میں بیشتر بہت سی جگہوں کے نام کے ساتھ "تی" کا لاحقہ استعمال ہوا ہے، مثلاً چانگتی، ناتی، رتی وغیرہ۔

ساتویں صدی میں تبت ایک بہت بڑی سیاسی قوت تھا۔ اور بلتستان کے اہم دروں کا کنٹرول حاصل کرنے کے لئے تبت اور چین کے درمیان چپقلش جاری رہتی تھی بلتستان کو ان دنوں میں بلوریا پولو یو کہتے تھے اور یہ علاقہ ان دنوں عموماً رقیب قوموں کی رزم گاہ بنا رہتا تھا۔ بعد میں عرب اور کشمیری حکمران لالیتا دیتا بھی اس کشمکش میں شامل ہوگئے۔

۷۵۱ء کے بعد بلتستان تبت کے زیر تسلط آگیا۔ لوسینو پیٹیک نے ایک چینی دستاویز کا حوالہ دیا ہے جس کے مطابق اہل تبت نے بلتستان والوں سے وعدہ کیا تھا کہ ہم تمہاری سلطنت سے تعرض نہیں کرنا چاہتے البتہ تمہارے علاقے سے گزر کر چار گریزنوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ ایک طویل عرصہ تک پیش قدمی اور پسپائی کا سلسلہ جاری رہا۔ تبتی فوج بلتستان سے گزر کر چینی سرحد میں داخل ہوئی لیکن اسے کوئی دیرپا فتح حاصل نہیں ہو سکی۔ کچھ مؤرخین کے نزدیک یہ فوجی نقل و حمل لداخ کے علاقے میں بھی ہوتی تھی۔

دفاعی نقطہ نظر سے اہمیت کے پیش نظر برطانوی جغرافیہ دان جی ٹی وین نے بلتستان کو انجام و آغاز کی سرزمین قرار دیا ہے

(جاری ہے)

## قارئین نوائے صوفیہ نوٹ فرمالیں

نوائے صوفیہ کا برانچ آفس D-102 سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی سے تبدیل ہو گیا ہے۔ لہٰذا قارئین سے گزارش ہے کہ آئندہ خط و کتابت فلیٹ نمبر D - 14/7 کنگیری 4 سیکٹر آئی ایٹ ون اسلام آباد کے پتے پر کریں۔ اور اپنے مضامین وغیرہ بھی اسی پتہ پر ارسال کریں۔

(ادارہ)

## ماہنامہ نوائے صوفیہ کے مستقل خریدار اور نمائندگان توجہ فرمائیں

۱۔ مستقل خریدار حضرات آئندہ خط و کتابت میں اور خصوصاً منی آرڈر بھیجتے وقت اپنا مکمل پتہ اور خریداری نمبر لکھنا نہ بھولیں۔ خریداری نمبر نہ لکھنے کے باعث ریکارڈ کو چیک کرنا انتہائی طویل اور پیچیدہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ جن مستقل خریداروں کو دو رسالے موصول ہو رہے ہوں یا ان کا پتہ تبدیل ہوا ہو وہ ہمیں اس سے مطلع فرمائیں

۳۔ کچھ مستقل خریداروں کی جانب سے رسالہ نہ ملنے کی شکایت موصول ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں آگاہ کیا جاتا ہے کہ ادارہ کی جانب سے ہر مستقل خریدار کو ہر ماہ رسالہ بھیجا جاتا ہے۔ اگر نہ ملے تو ڈاک کے متعلقہ حکام سے رجوع فرمائیں۔

۴۔ تمام مستقل خریداروں کے خریداری نمبر پتے کے ساتھ تحریر ہیں۔ اس نمبر کو ذہن نشین کر کے آئندہ خط و کتابت میں اسی کا حوالہ دیا جائے۔

۵۔ نمائندہ حضرات سے گزارش ہے کہ بقایا جات جمع کرتے وقت مستقل خریداروں سے ان کا خریداری نمبر پوچھ کر تحریر فرمائیں۔ ساتھ ہی نئے اور پرانے خریداروں کی الگ الگ فہرست ارسال فرمائیں۔

۶۔ نئے خریدار بننے کے خواہشمند منی آرڈر کوپن پر نئے خریدار ہونے کا تذکرہ کریں اور مکمل پتہ بھی تحریر فرمائیں۔

۷۔ جن مستقل خریداروں کا سالانہ چندہ ختم ہو گیا ہے انہیں ریمائنڈر جاری کر دیا گیا ہے اگر کسی نے سالانہ چندہ پہلے ہی جمع کروا دیا ہے تو اس ریمائنڈر کو منسوخ سمجھا جائے۔ اس سلسلے میں ہمارے نمائندے سے یا براہ راست ادارہ نوائے صوفیہ کو مطلع فرمائیں۔ یہاں بھی اپنا خریداری نمبر لکھنا نہ بھولئے۔

# روح اور روحانیت

مولانا شکور علی انور فاضل عربی، بی۔اے، بی۔ایڈ

## روح کی اقسام

اولیائے کرام نے روح کی مندرجہ ذیل قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

۱۔روح جمادی
۲۔روح نباتی
۳۔روح حیوانی

خلیفہ شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جعفر بدخشیؒ نے اپنی تصنیف "خلاصۃ المناقب" میں اس تقسیم کی طرف یوں اشارہ کیا ہے۔

اے دوست جان لے کہ غیب قوی صفا حاصل کرے تو جمادات، نباتات حیوانات کی ارواح، اہل حق کی صورتیں، زندہ اور مردہ لوگوں کے احوال اور نفس کے بعض اوصاف مشاہدے میں آتے ہیں۔

(ترجمہ زبدۃ المناقب ص ۱۲۵)

## روح جمادی

خارج میں تو جمادات جامد اور بے جان ہوتے ہیں لیکن روحانیات کے منکرین نے یہ بات مان لی ہے کہ ہر بے جان چیز یعنی پتھر مٹی وغیرہ کی بھی روح ہوا کرتی ہے مگر یہ ایسی روح ہے کہ ان اشیاء کے اندر خاموش اور سوئی پڑی ہے۔ کیونکہ مصلحت و حکمت خداوندی اسی میں تھی کہ روح نباتی سے نچلے درجے کی روح موت کی نیند سوئی رہے تاوقتیکہ یہ نباتات کی شکل میں زندہ نہ ہو جائے۔ یہ روح تکوینی اور معدنی ہے۔

(رسالہ روح کیا ہے از علامہ نصیر ص ۲۳)

شاید یہی وجہ ہے کہ صاحب اعجاز و کرامت کے ہاتھوں پتھر اور مٹی بھی تغیر پذیر ہوتے ہیں جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پتھروں نے کلمہ پڑھا اور مٹی سونا بن گئی اور یہ جواہرات کے اندر موجود گراں بہا خاصیتیں اسی سوئی ہوئی روح کی قدرے ترقی پذیر صورت ہو سکتی ہے۔ قرآنی تعلیمات سے یہ بات عیاں ہے کہ تمام جمادات بھی خداتعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہیں اس حقیقت کی تکذیب کفر ہے اور اس ربانی حکمت میں کوئی ریب نہیں۔

## روح نباتی

زمین سے اگنے والی چیزیں نباتات کہلاتی ہیں ان میں جو روح موجود ہوتی ہے اسے روح نباتی کہتے ہیں۔ امام نجم الدین رازی مرصاد العباد میں لکھتے ہیں۔

نباتات میں جو روح ہے وہ سفید اور صفا کی حامل ہوتی ہے اور اس میں ظلمت و کدورت کم ہوتی ہے۔ اسی طرح نباتات میں نورانی ارواح کی حرارت کم ہوتی ہے جو کہ محبت کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس روح کی مثال ایسی ہے جس طرح گڑ میں مٹھاس کم ہے اور گدلا پن کی ظاہری شکل سے صاف چینی نمایاں کم ہوتی ہے جبکہ اس کو نتھارا جائے تو اصل شکر حاصل کی جا سکتی ہے۔ نباتات میں موجود اس روح کو روح نامیہ کہتے ہیں۔

## روح حیوانی

حیوان سے مراد وہ جانور ہیں جو شعور و عقل سے محروم ہیں لیکن چلنے پھرنے اور حس و حرکت کی قوتوں سے بھرپور ہوتے ہیں اس کے باوجود اس میں بار امانت اٹھانے کی صلاحیت کا فقدان ہے۔ حیوانات کسی چیز کی روحانی معرفت سے بالکل ناآشنا ہوتے ہیں کیونکہ ان کی روح صفا و نورانیت سے یہ کمال حصہ دار نہیں ہے۔ زبدۃ المناقب میں جعفر بدخشی نے لکھا ہے کہ وہ روح جو حق اور خلق کے درمیان تعلق کا ذریعہ ہے اور عالم

امر کا حصہ ہے حیوانات اس نعمت سے محروم ہیں۔

## روح انسانی

انسان میں بھی روح حیوانی پائی جاتی ہے لیکن یہ عقل و شعور کی نعمت سے بھی سرفراز ہے اس لئے اس میں محبت اور بندگی کی صلاحیتیں کمال درجے میں پائی جاتی ہیں جو علم و معرفت کا ذریعہ بھی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ انسان کے اندر موجود روح نہ صرف نموپذیر ہوتی ہے بلکہ وہ اعلیٰ مراتب بندگی و عشق خداوندی کے اثرات کو بھی قبول کر سکتی ہے جس کی بنیاد پر اسے خدائے دوجہاں نے ایک عظیم بار امانت کا متحمل بنایا جو ولایت کی صفت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آدم کی اس فضیلت کے پیش نظر ارشاد فرمایا ہے کہ

ولقد کرمنا بنی آدم (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷)

ترجمہ۔اور بے شک ہم نے بنی آدم کو بہت عزت بخشی۔

کہتے ہیں کہ انسان کو دیئے جانے والے اس اکرام کی اصل وجہ یہ ہے کہ انسان کی روح میں وہ تمام اوصاف حمیدہ موجود ہیں جو شکر میں پائے جاتے ہیں اور قند یا شکر کی قابل تعریف صفات یہ ہیں۔

۱۔سفیدی

۲۔سیاہی

۳۔صفائی

۴۔کدورت

۵۔لطافت

۶۔کثافت

۷۔حلاوت

ان صفات کی انسانی روح کی صفات کے ساتھ یوں مطابقت کی جا سکتی ہے۔

سفیدی سے نورانیت

سیاہی سے محبت

صفائی سے علم

کدورت سے حلم

لطافت سے انس

کثافت سے بقا

حلاوت سے حیات انسانی

اس طریقے روح انسانی ایک لطیف ربانی چیز ہے جس کو خداتعالیٰ کی طرف نسبت کا شرف حاصل ہے جس کا اظہار کلام اقدس سے یوں ہوتا ہے۔

فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین (سورۃ الحجر آیت ۲۹)

ترجمہ۔جب ہم نے اس کا ڈھانچہ تیار کیا اور میں نے اس میں اپنی روح پھونک دی تو وہ سجدہ گزار بن گیا۔

انسانی زندگی کا قیام تین روحوں پر ہے وہ علی الترتیب روح نباتی، روح حیوانی اور روح انسانی ہیں۔روح نباتی کا مسکن جگر، روح حیوانی کا مقام دل اور روح ناطقہ (انسانی) کا مرکز دماغ کا اگلا حصہ ہے۔پہلی روح سے جسم پروان چڑھتا ہے۔دوسری روح حس و حرکت کا سرچشمہ ہے اور تیسری روح نطق و تمیز کا خزانہ ہے۔

## ارواح خمسہ

احادیث نبوی میں روح کی دوسرے اعتبار سے تقسیم کی گئی ہے۔اسے ارواح خمسہ کہتے ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔روح القدس

۲۔روح الایمان

۳۔روح القوۃ

۴۔روح الشھوۃ

۵۔روح البدن

جن لوگوں میں سے جن میں یہ ارواح خمسہ یکجا ہوں وہ انبیا سابقین ہیں۔اور جن میں چار ارواح جمع ہوں تو وہ مومنین ہیں۔

اور اگر ان پانچ میں سے موخر الذکر تین جمع ہوں تو وہ یہود و نصاریٰ ہیں۔

(مجمع البحرین مادہ روح ص ۱۸۹)

اس بیان کی مزید توضیح حضرت سید الاوصیا، سردار اولیا، امیرالمومنین علی علیہ السلام کے اس ارشاد سے ہوتی ہے۔

خلق اللہ الناس علی ثلاث طبقات و انزلھم ثلاث منازل و ذالک قول اللہ تعالی اصحاب المیمنۃ و اصحاب المشئمۃ و السابقون

(نہج البلاغہ)

ترجمہ ۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو تین طبقوں میں پیدا فرمایا ہے اور ان کو تین منازل میں اتار دیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اصحاب میمنہ، اصحاب مشئمہ اور سابقون ہیں۔

سب سے پہلے سابقون کو لیتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے علم اشیاء سے حظ وافر عطا کیا ہے جو روح القدس کہلاتی ہے۔ ان میں روح الایمان بھی ہوتی ہے جس کی بدولت وہ خدائے واحد کی عبادات بجالاتے ہیں۔ اسی طرح روح القوۃ کے ذریعے وہ اللہ کے دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہیں اور جہاد و قتال میں شریک ہوتے ہیں نیز تلاش رزق میں سعی و کاوش کرتے ہیں۔ روح الشھوۃ کی بنیاد پر وہ طعام و لباس اور نکاح کا اہتمام کرتے ہیں اور روح البدن کے باعث وہ تہذیب یافتہ معاشرے کو مرتب کرتے ہیں

دوسرے درجے پر اصحاب میمنہ کی روحیں ہیں جن کے اللہ نے چار مدارج متعین کئے ہیں۔ یعنی روح الایمان، روح القوۃ روح الشھوۃ اور روح البدن۔

لیکن عام مؤمن کے اندر روح القدس کا وجود نہیں پایا جاتا جس کی وجہ سے وہ علم اشیاء سے نابلد ہوتے ہیں لیکن یہ نابلدی انہیں دائرہ ایمان سے خارج رکھنے کا سبب نہیں بن سکتی لیکن ارواح اولیائے مرشدین سے ان کے خصوصی اور امتیازی فرق کو نمایاں کر دیتی ہے۔

تیسرے نمبر پر اصحاب مشئمہ ہیں جن کی ایمانی روح اللہ تعالیٰ نے سلب کر دی ہے اور وہ یہود و نصاریٰ ہیں ان کے روحانی مدارج تین رہ جاتے ہیں یعنی روح القوۃ، روح الشھوہ اور روح البدن۔

اعلیٰ مدارج کے فقدان کی وجہ سے وہ حیوانوں سے منسوب ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے۔ اولئک کالانعام بل هم اضل (سورۃ الاعراف آیت ۱۷۹)
وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں۔

## مجموعہ شریعت محمدیہ

۸۔ سمت جنوب مغرب جو سمت نیرات کہلاتی ہے۔

## ضروری تفصیل

۱۔ جو علاقے مکہ کی سمت مغرب میں ہوں ان علاقوں کے لئے سمت مشرق سمت قبلہ قرار پائے گی۔

۲۔ جو علاقے مکہ کی سمت مشرق میں واقع ہوں ان علاقوں کے نماز گزاروں کے لئے سمت مغرب سمت قبلہ قرار پائے گی۔

۳۔ جو علاقے مکہ کی سمت جنوب میں واقع ہوں ان علاقوں کے نماز گزاروں کے لئے سمت شمال سمت قبلہ قرار پائے گی۔

۴۔ جو علاقے مکہ کی سمت شمال میں واقع ہوں ان علاقوں کے نماز گزاروں کے لئے سمت جنوب سمت قبلہ قرار پائے گی۔

۵۔ جو علاقے مکہ کی سمت نیرات میں واقع ہوں ان علاقوں کے لئے سمت الیسان سمت قبلہ قرار پائے گی۔

۶۔ جو علاقے مکہ کی سمت بابٔ میں واقع ہوں ان علاقوں کے نماز گزاروں کے لئے سمت الکھی سمت قبلہ قرار پائے گی۔

۷۔ جو علاقے مکہ کی سمت الکھی میں واقع ہوں ان علاقوں کے نماز گزاروں کے لئے سمت بابٔ سمت قبلہ قرار پائے گی۔

۸۔ جو علاقے مکہ کی سمت الیسان میں واقع ہوں ان علاقوں کے نماز گزاروں کے لئے سمت نیرات سمت قبلہ قرار پائے گی۔

(جاری ہے)

## قارئین کے خطوط

نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن کی رپورٹوں کو بھرپور کوریج دینے پر ہم آپ کے بہت شکر گزار ہیں۔ آپ ہمیں ہر قسم کے تعاون کے لئے ہمہ وقت تیار پائیں گے۔

محمد ابراہیم انجم
این وائی ایف بلغار



# دنیائے تصوف کی خبریں

جی۔ ایچ معروفی

## لداخ بقدانگ میں اہل صوفیہ نوربخشیہ کا عظیم تاریخی اجلاس

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پندرہ سو سالہ دین مبین کے بارے میں ہم سب متفکر تھے کہ کوئی اسے ہم سے جدا کر نہ لے جائے ایسے میں نوائے صوفیہ کے کارکنوں خاص کر ڈاکٹر غازی محمد نعیم، جناب علامہ محمد بشیر صاحب اور دوسرے جید علماء، اہل قلم اور ذی حیثیت لوگوں نے اس دکھتی ہوئی رگ پر ہاتھ رکھا اور باہمی رابطے کا وہ عظیم کارنامہ سرانجام دیا جس سے تصوف کے ماننے والوں میں زبردست بیداری پیدا ہوئی اس کے ساتھ ہی بقدانگ جیسے دور دراز علاقوں میں بھی ایک عظیم الشان تعلیمی، تدریسی اور اشاعتی انقلاب آگیا جس کا نتیجہ ہے کہ آج لداخ کے اہل نوربخشیہ مرض کی انتہا کو پہنچ کر حکیم کی تلاش میں نکلے ہیں۔ اس سلسلے میں ماہ دسمبر ۱۹۹۷ میں تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ لداخ کا ایک عظیم الشان اجتماع ہوا جس میں اہل نوربخشیہ کے دینی مسائل پر سیر حاصل بحث ہوئی۔ مسلسل تین دن کی گفت و شنید کے بعد جس میں لوگوں نے حسب مقدور مالی امداد بھی دی یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہماری پسماندگی کا واحد حل سکردو کے باشعور نوربخشیوں کا تعاون حاصل کرنا ہے۔ چنانچہ ہم اپنے کچھ بچے جلد از جلد آپ لوگوں کے مدرسے میں بغرض تعلیم بھجوانا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں مدرسہ شاہ ہمدان کی انتظامیہ سے ہماری اپیل ہے کہ وہ اس مسئلے پر ہمدردانہ غور کے بعد ٹھوس اقدامات کریں اور ہمیں اپنے مشوروں سے نوازیں تاکہ ہم صرف زبانی جمع خرچ کی بجائے عملی قدم اٹھا سکیں۔ یہ معاملہ ہمارے لئے نہایت اہم ہے کیونکہ جہاں باقی دنیا والے چوٹی تک پہنچ چکے ہیں ہم محض سامان سفر کی تیاری کر رہے ہیں۔ ایک بار پھر استدعا ہے کہ ہمارے معاملے پر اپنی اولین فرصت میں ترجیحی بنیاد پر غور فرمائیں۔

حاجی محمد علی عبدو پا
سیکریٹری انجمن صوفیہ نوربخشیہ
ویلفیئر آرگنائزیشن بقدانگ لداخ

## انجمن صوفیہ نوربخشیہ (ویلفیئر آرگنائزیشن) لداخ کا قیام

مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۹۷ء کو بمقام بقدانگ ضلع لداخ ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں مسلک نوربخشیہ سے تعلق رکھنے والے تمام علاقوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ کئی روز تک جاری رہنے والے اس جلسے میں اہل نوربخشیہ کے فلاحی کاموں کی انجام دہی کے لئے ایک انجمن "انجمن صوفیہ نوربخشیہ (ویلفیئر آرگنائزیشن) لداخ انڈیا" کے نام سے قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس جلسہ میں مندرجہ ذیل علاقوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔

۱۔ موضع اسباری ضلع ڈیرہ دون اترپردیش
۲۔ موضع تھسگام ضلع دراس کرگل
۳۔ موضع ہرگام ضلع لیہ
۴۔ موضع سمور ضلع لیہ
۵۔ موضع تھینگ علاقہ نوبراہ ضلع لیہ
۶۔ موضع ڈسکٹ نوبراہ ضلع لیہ
۷۔ موضع ہندر نوبرا ضلع لیہ
۸۔ موضع پرتاپور نوبراہ ضلع لیہ
۹۔ موضع سیار گیپ نوبراہ ضلع لیہ

۱۰- موضع بقدانگ نوبراہ ضلع لیہ
۱۱- موضع چولونکھا نوبراہ ضلع لیہ
۱۲- موضع طورتک نوبراہ ضلع لیہ
۱۳- موضع تیاقشی نوبراہ ضلع لیہ
۱۴- موضع تھنگ نوبراہ ضلع لیہ

## ورکنگ کمیٹی کے ممبران

۱- جناب غلام محمد چتاپا کونسلر طورتک نگران اعلیٰ
۲- جناب عبدالحمید موضع تیاقشی نائب نگران
۳- جناب ابراہیم موضع بقدانگ نگران

## ممبر ورکنگ کمیٹی (اے ایس این ڈبلیو او آئی آیل

۱- جناب اخوند عبدو علی ڈسکٹ
۲- جناب حیدر رہندور
۳- جناب علی حسن مولہ بچا تھنگ
۴- جناب ابراہیم واپاپا بقدانگ
۵- جناب غلام لالاپا گونس
۶- جناب عبدالکریم چولونکھا
۷- جناب حسن پنجابی طورتک
۸- جناب عبدالرحمان تیاقشی
۹- جناب حسن ملک پا طورتک
۱۰- جناب محمد یوسف تیاقشی
۱۱- جناب ابراہیم الیوپا تیاقشی
۱۲- جناب احمد حسن مت پا تھنگ

محمد ابراہیم
سکریٹری نشرواشاعت
انجمن صوفیہ نوربخشیہ ویلفیئر آرگنائزیشن
لداخ آل انڈیا

## نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن سلدی شگر کے انتخابات

۱۳ فروری ۱۹۹۸ء کو این وائی ایف یونٹ سلدی شگر کے زیر اہتمام ایک پروقار تقریب منعقد ہوئی جس میں نئی کابینہ کا قیام عمل میں آیا۔ کابینہ کے ممبروں کے نام یہ ہیں۔

۱- غلام محمد صوفی۔ صدر
۲- ولایت علی۔ جنرل سکریٹری
۳- موسیٰ خان کنٹریکٹر۔ نائب صدر
۴- اخوند عبدالسلام عارف۔ ڈپٹی جنرل سکریٹری
۵- محمد بشیر۔ فنانس سکریٹری
۶- محمد باقر۔ ڈپٹی فنانس سکریٹری
۷- انور علی۔ ناظم اجلاس

انور علی
ناظم اجلاس
این وائی ایف سلدی شگر

## علمائے کرام سے اپیل

ممتاز عالم دین مولانا غلام حسین نورانی صاحب فاضل عربی و ایم اے (انٹرنیشنل ریلیشنز) نے تمام علمائے اسلام سے بالعموم اور علمائے نوربخشیہ سے بالخصوص اپیل کی ہے کہ اپنے خطبوں میں اتحاد بین المسلمین کی اہمیت پر خصوصیت سے زور دیں۔ مولانا نورانی نے اسلام آباد میں دیئے جانے والے اپنے ایک خطبے میں کہا کہ علمائے کرام ایسی غیر ذمہ دارانہ تقاریر سے احتراز کریں جن سے ملی یک جہتی اور اتحاد کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ آج ہمیں اتحاد کے کھوکھلے نعروں کی بجائے عملی مظاہرے کی ضرورت ہے اور اس سلسلے میں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اہل اسلام کے درمیان قائم ہونے والی مؤاخات اور بھائی چارے کو نمونہ بنانے کی ضرورت ہے۔

رپورٹر نوائے صوفیہ

## اہل صوفیہ نوربخشیہ نوبراہ لداخ لیہ سے اپیل

۱۹۹۱-۹۲ میں انجمن صوفیہ نوربخشیہ تھسگام کرگل نے کچھ کتابیں شائع کر کے اہل صوفیہ نوربخشیہ لداخ کے مختلف مراکز تک پہنچائی تھیں ۔ ان کتابوں کی قیمتیں اور بقایا جات بعض مقامات سے وصول ہوئی ہیں لیکن لیہ ، بقداننگ ، پتہ پور اور نوبراہ سے ابھی تک بقایاجات موصول نہیں ہوئیں جس کی وجہ سے ہماری انجمن کے کاموں خصوصاً کتابوں کی مزید اشاعت کے لئے فنڈ کا مسئلہ پیدا ہوا ہے ۔ اس وقت انجمن صوفیہ نوربخشیہ کرگل میں غلام حسین معروفی صاحب اور ادارہ نوائے صوفیہ کے تعاون سے بہت سی اہم کتابیں موصول ہوئی ہیں جنہیں شائع کر کے اہل نوربخشیہ میں عام کرنا بے حد ضروری ہے ۔ لہٰذا مخلص نوربخشی کارکنوں خاص طور پر جناب سید مرتضیٰ صاحب صدر علی مدد ایکشن کمیٹی لیہ ، ماسٹر غلام محمد صاحب بقداننگ ، قربان علی صاحب پستہ پور نوبراہ وغیرہ سے پرزور اپیل ہے کہ وہ ان بقایا جات کی ترسیل کو جتنی جلدی ممکن ہو یقینی بنائیں ۔ ان بقایا جات کی اپریل کے آخر تک وصولیابی نہ ہونے کی صورت میں انجمن کے کارکن خود محرم کے وسط تک بقایاجات اکٹھا کرنے ان علاقوں کا دورہ کریں گے ۔ لہٰذا متعلقہ افراد اور اداروں سے پرزور اپیل ہے کہ اس سلسلے میں تمام انتظامات مکمل کر لیں ۔ اس کے ساتھ ہم نوبراہ کے باشعور طلباء ، معززین ، علمائے کرام اور عوام الناس سے اپیل کرتے ہیں کہ دینی امور کو چلانے کے لئے نو تشکیل شدہ انجمن صوفیہ نوربخشیہ ویلفیر آرگنائزیشن لداخ کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کریں ۔ ساتھ ہی مذکورہ انجمن کے تمام عہدیداروں سے گزارش ہے کہ دینی کتابوں کو محفوظ کرنے اور تشنگان علم کی پیاس کو بجھانے کے لئے ایک لائبریری کا قیام بھی عمل میں لائیں تاکہ پوری قوم اس لائبریری سے مستفید ہو سکے ۔ جملہ اہل نوربخشیہ سے بھی التماس ہے کہ وہ اپنے پاس موجود قلمی یا چھاپی کتابیں اس مجوزہ لائبریری میں جمع کروائیں تاکہ یہ قومی سرمایہ طاق نسیاں کی امانت نہ بن جائے ۔

غلام حسین
ترجمان انجمن صوفیہ نوربخشیہ
تھسگام کرگل

## ہلتغری تھلے میں مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ اور انجمن کا قیام

مؤرخہ ۱۴ فروری ۱۹۹۸ء کو سرکردگان و نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ ہلتغری تھلے کا ایک خصوصی اجلاس جناب حاجی عبدالخالق امام مسجد صوفیہ نوربخشیہ کی زیر قیادت منعقد ہوئی جس میں ہلتغری کے نوربخشی بچوں کے لئے ایک مدرسہ کے قیام کا فیصلہ ہوا جس کے لئے مفت اراضی غلام عباس ولد رستم علی نے دینے کا اعلان کیا ۔ ۱۵ فروری کو امام مسجد حاجی عبدالخالق صاحب نے اس مدرسے کا سنگ بنیاد رکھا ۔ اہل ہلتغری نے جن کی ۹۹ فیصد آبادی صوفیہ نوربخشیہ سے تعلق رکھتی ہے اس مدرسے کی تعمیر کے لئے دل کھول کر چندہ دیا ۔ تھلے میں یہ اہل صوفیہ کا پہلا مدرسہ ہے ۔

اس موقع پر محلہ ہلتغری میں انجمن صوفیہ نوربخشیہ کا قیام بھی عمل میں آیا جس کے منتخب نمائندگان اور مشاورتی کمیٹی کے ارکان کے ناموں کی فہرست درج ذیل ہے ۔

۱۔ صدر ۔ فیض اللہ آرزو صاحب
۲۔ جنرل سکریٹری ۔ محمد جاوید اقبال صاحب
۳۔ نائب صدر ۔ اعجاز حسین صاحب
۴۔ خزانچی ۔ ریٹائرڈ لانس نائیک محمد علی صاحب

### مشاورتی کمیٹی

عبدالخالق صاحب ۔ بابو فدا علی صاحب ۔ دولت علی تھلوی صاحب ۔ غلام حیدر صاحب ۔ محمد صاحب ۔ غلام عباس صاحب ۔ داؤد علی صاحب ۔ ابراہیم صاحب ۔ حیدر صاحب ۔ موسیٰ علی صاحب ۔ غلام علی انصاری صاحب ۔ عارف حسین صاحب

رپورٹر حسین تھلوی

## پیر سید محمد شاہ نورانی صاحب بلتستان روانہ ہو گئے

سید محمد شاہ نورانی صاحب پیر نوربخشیہ کراچی کے دورے کے بعد بلتستان روانہ ہوگئے۔ پیر صاحب کراچی مدرسہ میں جلسہ تقسیم اسناد کے سلسلے میں گئے ہوئے تھے۔ اسلام آباد آمد کے موقع پر انجمن محمدیہ کی طرف سے ان کے اعزاز میں دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر علامہ محمد بشیر صاحب۔ مفتی سید علی شاہ صاحب، مولانا غلام حسین نورانی صاحب اور محمد اقبال صاحب کونسلر بھی موجود تھے۔

رپورٹر نوائے صوفیہ

## شمالی علاقوں میں بھرتیوں پر دس سالہ پابندی ختم کر دی گئی

مصدقہ اطلاعات کے مطابق شمالی علاقوں میں ملازمتوں میں بھرتی پر عائد دس سالہ پابندی ختم کر دی گئی ہے۔ یہ اعلان وفاقی وزیر امور کشمیر و شمالی علاقہ جات جنرل عبدالمجید ملک نے گلگت میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ ذرائع کے مطابق ابتدائی مرحلے میں ناردرن ایریا کے مختلف سرکاری شعبوں میں ڈھائی ہزار خالی اسامیوں پر کیا جائے گا۔ بے روزگار نوجوانوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں متعلقہ حکام اور محکموں سے فوری طور پر رجوع کریں۔

---

## اعلان داخلہ

مدرسہ شاہ ہمدان سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو میں نئے تعلیمی سال کا آغاز ہو گیا ہے۔ داخلہ کے خواہشمند طلباء جو میٹرک پاس اور ناظرہ قرآن مجید پڑھے ہوئے ہوں، ۱۰ اپریل تک زیر دستخطی کے پاس انٹرویو کے لئے حاضر ہو جائیں۔ سیٹیں محدود ہیں جس کے باعث علاقائی کوٹہ کو مدنظر رکھا جائے گا۔ مدرسہ ھذا میں کالج کی تعلیم کا معقول بندوبست ہے۔

دولت علی تھلوی
مہتمم مدرسہ شاہ ہمدان
صوفیہ نوربخشیہ سکردو

## اسامیاں خالی ہیں

مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سکردو (رجسٹرڈ) میں دو اساتذہ کی اسامیاں خالی ہیں۔

فاضل عربی مع گریجویشن یا مساوی درجہ رکھنے والے خواہشمند اپنے تمام اسناد کے ہمراہ زیر دستخطی کے پاس ٹیسٹ اور انٹرویو کے لئے ۱۰ تا ۱۵ اپریل ۱۹۹۸ء حاضر ہوں۔ ۱۵ اپریل کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر غور نہیں کیا جائے گا۔ مذکورہ اسامیوں کے لئے تدریس کے شعبہ میں تجربہ اور صوفیہ نوربخشیہ سے تعلق رکھنے والے امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی۔

دولت علی تھلوی
مہتمم مدرسہ شاہ ہمدان
سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو

## نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن برقچھن و چقچن کی نئی کابینہ

مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۹۸ء کو ہونے والے انتخابات میں جو محمد عیسیٰ صاحب چقچن کے گھر منعقد ہوئے نئی کابینہ کے ارکان نے حلف اٹھایا جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

محمد عیسیٰ۔ سرپرست اعلیٰ
موسیٰ۔ صدر
محمد حسن ترکھان۔ نائب صدر
محمد ذکریا ساقی۔ جنرل سکریٹری
محمد علی نوری۔ ڈپٹی سکریٹری
غلام محمد۔ فنانس سکریٹری
خادم حسین۔ نشرواشاعت
محمد یوسف۔ رابطہ سکریٹری
شاہد حسین۔ آفس سکریٹری
اسد اللہ۔ ناظم اجلاس
شاکر حسین۔ لائبریرین

رپورٹ
عبدالرحیم شاہد برقچھن

## چھوار سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کا قیام

طلباء کی فلاح و بہبود کی خاطر ۲۰ فروری ۱۹۹۸ء کو چھوار سٹوڈنٹس آرگنائزیشن سکردو کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کے منتخب عہدیداروں کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ عبدالحمید خاور۔ صدر
۲۔ وسیم عباس۔ نائب صدر
۳۔ اسد علی۔ جنرل سکریٹری
۴۔ محمد علی شہباز۔ ڈپٹی جنرل سکریٹری
۵۔ غلام عباس۔ فنانس سکریٹری
۶۔ موسیٰ خان۔ سوشل سکریٹری
۷۔ حسن علی۔ سکریٹری نشر و اشاعت
۸۔ طاہر حسین۔ رابطہ سکریٹری

عبدالحمید خاور
صدر

## مدرسہ نصرت الاسلام بلغار

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن خوژو بلغار نے قلیل عرصہ میں اس علاقے میں ایک اسلامی درس گاہ قائم کی جس کے ساتھ یہاں کے عوام اور فوجی جوانوں نے کھل کر تعاون کیا۔ مدرسہ کے ساتھ ایک لائبریری بھی قائم کی گئی ہے۔ مدرسے میں اس وقت کثیر تعداد میں طلباء و طالبات فقہ الاحوط اور دعوات الصوفیہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ مدرسے کے ساتھ ہی مسجد شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ خوژو کی مرمت اور توسیع کا کام بھی جاری ہے۔ شاہ ہمدان لائبریری اب اپنی اصل عمارت میں منتقل کی جا رہی ہے۔

محمد ابراہیم
سکریٹری نشر و اشاعت
این وائی ایف خوژو بلغار

## این وائی ایف غریس خپلو کا قیام

مؤرخہ ۲۵ فروری ۱۹۹۸ء کو محلہ غریس خپلو میں این وائی ایف کا یونٹ قائم کرنے کی غرض سے ایک اجلاس ہوا جس کی صدارت این وائی ایف گنگچھے کے صدر ریگو غلام مہدی صاحب نے کی جبکہ مہمان خصوصی ڈاکٹر رجب علی صاحب تھے۔ اس جلسے میں ڈاکٹر رجب علی صاحب نے شرکاء پر زور دیا کہ وہ رفع اختلاف کے مشن کی تکمیل کے لئے کمر بستہ ہو جائیں۔ مہمان خصوصی کے خطاب کے بعد مرکزی صدر گنگچھے ریگو غلام مہدی صاحب نے اپنے صدارتی خطبے میں این وائی ایف کے اغراض و مقاصد اور کارکردگی سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ این وائی ایف کی نو منتخب کابینہ کے ارکان کے نام درج ذیل ہیں۔

موسیٰ خان، غلام عباس، عبدالرحمن، شاکر حسین، لیاقت علی خان، محمد علی خان، عبدو، غلام حسین، محمد علی صوفی، جعفر علی شوقی۔

## مدرسہ شاہ سید محمد نوربخش دم سم

مدرسہ شاہ سید محمد نوربخش (رجسٹرڈ) دم سم اپنی مدد آپ کے تحت چلنے والا واحد مدرسہ ہے جس میں پچھلے چار سال سے کثیر تعداد میں طلباء و طالبات دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس وقت مدرسے میں ایک سو دس طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ یہ مدرسہ نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن دم سم کے تعاون سے چلایا جا رہا ہے اور کسی قسم کی بیرونی مدد کے بغیر دو اساتذہ معقول مشاہرہ پر تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔



علی رضا شمشیری
آفس سکریٹری



زین المحسنین حسن نے جو بانی نوائے صوفیہ ڈاکٹر غازی محمد نعیم کے صاحبزادے ہیں
IMCB F-7/3 اسلام آباد کے سالانہ امتحان میں ننانوے فیصد نمبر
حاصل کر کے اول پوزیشن اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔



احمد شہریار نے جو NYF اسلام آباد کے صدر احمد سلیم صاحب کے
صاحبزادے ہیں دوسری جماعت کا امتحان IMCB F-7/3 سے امتیازی
نمبروں سے پاس کیا۔



وسیم حیدر ولد غلام حیدر فوٹوگرافر نوائے صوفیہ (دائیں طرف)
مسلسل تیسری بار پہلی پوزیشن حاصل کی۔ ان کے بھائی یاور حیدر (بائیں طرف)
نے اپنی کلاس میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔



عرفان علی ولد ڈاکٹر ایم۔ اے شاہد نے ماڈل سکول سے ۲۰۰ میں سے ۱۹۶ نمبر
لے کر چوتھی پوزیشن حاصل کی۔

مہر افسار نے جو ہومیو ڈاکٹر ایم۔ اے شاہد کی صاحبزادی ہیں چوتھی جماعت کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کر کے خصوصی انعام حاصل کیا۔



ناصر علی ولد قاچو محمد امین، جنرل سیکرٹری
انجمن محمدیہ اسلام آباد نے ایف جی بوائز ماڈل سکول G-6/4 سے
کلاس ششم میں امتیازی نمبروں سے پاس کیا

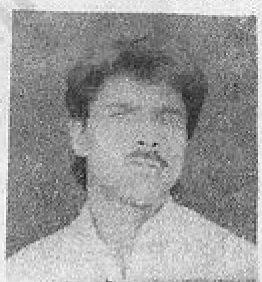


طاہر علی ولد قاچو محمد امین نے ایف جی جونیئر ماڈل سکول G-6/1-3
سے کلاس سوئم میں B گریڈ حاصل کی

# قارئین کے خطوط

## ہومیو ڈاکٹر ایم ۔ اے ۔ شاہد

نوائے صوفیہ جب سے منظر عام پر آیا ہے نوربخشی قوم کے بچھڑے ہوئے بھائیوں کا ایک دوسرے سے رابطہ قائم ہوا ہے ۔ کاش اگر یہ کام دس سال قبل شروع ہو جاتا تو آج وہ لوگ بھی ہمارے ساتھ ہوتے جو ہمیں چھوڑ گئے ہیں ۔ علامہ محمد بشیر صاحب اور علامہ غلام حسن صاحب کے مضامین کو یہاں کے ارباب علم و دانش نے بے حد پسند کیا ہے جن کے عقل و شعور نے اہل نوربخشیہ کے معنوی حصار کو انہدام سے بچایا ہے ۔ مجموعہ شریعت محمدیہ ، تفکر و تذکر اور اولیائے کرام کے سوانح لاثانی مضامین ہیں ۔



حشمت اللہ راجہ
دراس کرگل

نوائے صوفیہ پڑھنا نصیب ہوا ۔ انتہائی خوشی کی بات ہے کہ آج ملت نوربخشیہ ایک انٹرنیشنل جریدہ شائع کرنے کے قابل ہوئی ہے جس سے دنیا بھر کے اہل تصوف مستفید ہو رہے ہیں ۔ موضع کھربوہ میں جہاں ۱۳۰ گھرانوں میں سے ۷۰ گھرانے مذہب صوفیہ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہماری ضرورت کی چند کتابیں ارسال کریں ۔

اخوند عبدالشکور ولد غلام محمد
کھربوہ کرگل

نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں کیونکہ اس رسالے نے مجھے بہت متاثر کیا ہے ۔ علامہ صاحب کی موجودگی میں ہمیں دینی معاملات میں کسی غم اور تردد کی ضرورت نہیں ہے اللہ تعالیٰ آپ کو عمر خضر عطا فرمائے ۔

انور علی سلدی شگر

نوائے صوفیہ کے دم سے ہمارا سر فخر سے بلند ہو گیا ہے ۔ علامہ بشیر صاحب کی کتابوں کے باعث دراس کے نوربخشیوں کے دلوں میں ایمان کی کونپلیں کھلنے لگی ہیں اور جو لوگ اس پاک مسلک کو خیرباد کہہ چکے تھے اب وہ ابھرتے نظر آتے ہیں ۔
کرگل لداخ اور دراس میں نوربخشی آبادی کی تفصیل یوں ہے ۔

کرگل ۔ ۲۵ فیصد
نوبراہ بقدانگ ۔ ۳۰ فیصد
دراس ۔ ۱۴۰ گھرانوں میں سے ۱۱۹ گھرانے
شمشاہ ۔ ۴۰ گھرانوں میں سے ۳۳ گھرانے
تھنگام ۔ ۱۰۰ فیصد
کھبیر ۔ ۲۸ گھرانوں میں سے ۱۹ گھرانے
جگنڈ اور وندل تھنگ ۔ ۳۸ گھرانوں میں سے ۲۲ گھرانے
چوکیال ، ٹوکو ، رزوک اور تمرنگوس ۔ ۹۰ گھرانوں میں سے ۴۳ گھرانے
مرادباغ ۔ ۹۰ گھرانوں میں سے ۶ گھرانے
زوجلا ۔ ۱۹ گھرانوں میں سے ۶ گھرانے ۔

علامہ بشیر صاحب کی تقریروں کا ایک کیسٹ اور ان کی تصویر ضرور ارسال کریں ۔



محمد فقیر ولد عبدالرحیم
چوکیال کرگل

طویل انتظار کے بعد نوائے صوفیہ پڑھنا نصیب ہوا اور یہ جان کر خوشی ہوئی کہ خضدار میں مقیم نوربخشی ہم سے ملاقات کے لئے آنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ علامہ بشیر صاحب کی کوششوں سے یہ مسلک دنیا بھر میں متعارف ہو رہا ہے ۔ چند حل طلب مسائل ارسال ہیں ۔



عبدالرشید علوی
کرگل

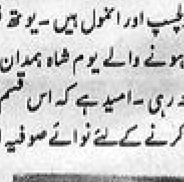
---

بھارت سے شائع ہونے والی فقہ معروفی صاحب کو ارسال کی ہے ۔ اکبر علی صاحب کے نام بھیجی جانے والی کتابیں ابھی تک دیکھنا نصیب نہیں ہوئیں ۔ نوائے صوفیہ کی ترسیل میں تعطل کو ختم کرنے کی کوشش کریں کیونکہ رسالے کی تلاش میں ڈاک خانے جاتا ہوں اور نہ ملنے کی بہت کوفت ہوتی ہے ۔ ہماری نظروں سے امید کی اس کرن کو اوجھل نہ ہونے دیں ۔

حاجی محمد اسماعیل شمشاہ دراس کرگل

---

ماہنامہ نوائے صوفیہ ماسٹر حشمت اللہ راجہ صاحب کی وساطت سے پڑھنا نصیب ہوا ۔ یہ مجلہ نوری قوم کے لئے باعث افتخار ہے ۔ رسالے میں چھپنے والے مضامین، خبریں، خطوط اور فقہی مسائل دلچسپ اور انمول ہیں ۔ یوتھ فیڈریشن کورو کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے یوم شاہ ہمدان کی تصویریں دیکھ کر خوشی کی انتہا نہ رہی ۔ امید ہے کہ اس قسم کی تصویروں سے قوم میں شعور پیدا کرنے کے لئے نوائے صوفیہ اپنا کردار ادا کرتا رہے گا ۔



عبدالقیوم کھربوہ
دراس کرگل

ہم نوربخشیوں کے لئے اس سے زیادہ خوش آئند بات کیا ہو سکتی ہے کہ ہمیں اچانک ایک ایسا سہارا ملا جس کی ہمیں برسوں سے جستجو تھی ۔ آپ کی طرف سے کتابیں بھی وقتاً فوقتاً وصول ہو رہی ہیں ۔ جن سے ہماری تمنائیں پوری ہوتی ہیں ۔

عبدالشکور میر
تھنگام کرگل

آپ کی جدوجہد سے یہاں کے نوربخشیوں کو اپنے مسلک سے وابستہ رہنے کا جذبہ ایمانی حاصل ہوا ہے ۔ آپ سے ہم مزید توقعات وابستہ کئے ہوئے ہیں ۔ ہمیں چند مزید کتابوں کی ضرورت ہے، تفسیر قرآن، کشف الحقیقت، اور آئینہ اسلامی وغیرہ براہ کرم نوربخشی کتابوں کی فہرست ارسال کریں ۔

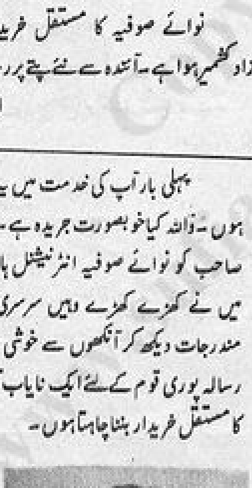
مختار احمد اخوند
شمشاہ کھربوہ کرگل

نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار ہوں ۔ میرا تبادلہ آزاد کشمیر ہوا ہے ۔ آئندہ سے نئے پتے پر رسالہ ارسال کریں ۔

لانس نائیک یوسف علی

---

پہلی بار آپ کی خدمت میں یہ خط لکھنے کی جرات کر رہا ہوں ۔ واللہ کیا خوبصورت جریدہ ہے ۔ کل دفتر سے واپسی پر ایک صاحب کو نوائے صوفیہ انٹرنیشنل ہاتھ میں لئے جاتے دیکھا تو میں نے کھڑے کھڑے وہیں سرسری طور پر پڑھا اور اس کے مندرجات دیکھ کر آنکھوں سے خوشی کے آنسو چھلک پڑے ۔ یہ رسالہ پوری قوم کے لئے ایک نایاب تحفہ ہے ۔ میں اب رسالے کا مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں ۔



غلام محمد میر پا دراس کرگل

نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں ۔ رسالے کی وساطت سے صوفیہ نوربخشیہ کے محقق اور عالم دین جناب غلام حسن حسنو صاحب سے التماس کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے بارے میں پھیلائی جانے والی من گھڑت خبروں افواہوں اور کردار کشی کے مختلف حربوں سے قطع نظر اپنی توانائیاں دین کی ترقی کے لئے استعمال کریں۔

محمد اقبال
گورنمنٹ ڈگری کالج مظفر آباد

نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں ۔ رسالے کی ترسیل کے سلسلے میں چند تجاویز پیش خدمت ہیں ۔

نائب صوبیدار غلام محمد
ایف پی یو ۵

چند ماہ کے تعطل کے بعد رسالہ دوبارہ ملنا شروع ہوا ہے آپ لوگوں کا شکر گزار ہوں ۔ اس بات سے بہت دکھ ہوتا ہے کہ آج کل بعض رسائل میں علمائے دین کے خلاف فتویٰ سازی کا رجحان ہے جس سے دین حق کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

صوبیدار غلام رسول
سیالکوٹ کینٹ

نوائے صوفیہ کی مستقل خریداری کا چندہ ارسال کر دیا ہے ۔ میں آپ لوگوں کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کے لئے تیار ہوں ۔ ایک سوال پیش خدمت ہے۔

محمد یونس بانپی
خپلو

انجمن صوفیہ نوربخشیہ ڈوغنی کے ایک حالیہ اجلاس میں قبلہ آغا حسین الموسوی کرگل کی وفات پر دلی تعزیت کا اظہار کیا گیا ہے۔

حاجی محمد علی کراقپہ
جوائنٹ سکریٹری

خانقاہ شاہ ہمدان کی شہادت پر اسلام آباد میں عظیم الشان مظاہرہ کرنے اور پاکستان ٹی وی اور معروف قومی اخبارات میں بھرپور کوریج ملنے پر آپ حضرات صد آفرین کے حق دار ہیں ۔ آپ کی کوششوں سے اہل صوفیہ نوربخشیہ کی صدا دنیا کے تمام ایوانوں میں گونجنے لگی ہے۔

مجاہد حسین کاوش
سینئر نائب صدر این وائی ایف
کراچی

ملت نوربخشیہ کے ترجمان نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں ۔ ایک سوال ارسال خدمت ہے جواب سے نوازیں ۔

سپاہی غلام حسین
گلگت

نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں ۔ رسالہ معیاری اور عام فہم ہے ۔ ایک بلتی نعت ارسال خدمت ہے شامل اشاعت کریں ۔

کاچو اختر حسین
مدرسہ شاہ ہمدان سکر

رسالے کا پرانا قاری ہوں ۔ رسالہ اپنی مثال آپ ہے ۔ ذاکر حسین ذاکر صاحب کا سلسلہ مضامین بہت معیاری ہے۔

عبدالقیوم
برقچن خپلو

رسالہ نوائے صوفیہ کی باقاعدہ اشاعت اور ترسیل آپ حضرات کی محنت کا نتیجہ ہے ۔ نوربخشی قوم آپ کی احسان مند ہے کہ اس رسالے کی وساطت سے ہمیں عالمی سطح پر پذیرائی ملنے لگی ہے ۔ اس کے مضامین بہت معیاری ہیں۔

حوالدار غلام حسن نوری
ایف پی یو ۵

نوائے صوفیہ کامیابی کی راہ پر گامزن ہے ۔ ہم دعا گو ہیں یہ صوفیہ نوربخشیہ کے لئے مینارہ نور بنا رہے۔

عارف حسین تھلوی

The Monthly **NAWA-I-SUFIA** Islamabad
Reg. No.B/1-D-97

# چہاردہ کلمات قدسیہ صوفیہ
## سلسلہ نوربخشیہ مشرب ہمدانیہ

بندہ ------------------ خدا

ذریت ------------------ آدم

ملت ------------------ ابراہیم

امت ------------------ محمد

دین ------------------ اسلام

کتاب ------------------ قرآن

کعبہ ------------------ قبلہ

متابعت ------------------ سنت

محب ------------------ علی

سلسلہ ------------------ ذہب

مذہب ------------------ صوفیہ

مشرب ------------------ ہمدانیہ

روش ------------------ نوربخشیہ

مرید ------------------ مرشد

اللھم صل علی محمد و آل محمد